بے ادب
بے نصیب
از قلم
شیخ القرآن استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی
ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان

نام کتاب	بے ادب بے نصیب
ازقلم	فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام	عطاء الرسول اویسی صاحب
تعداد	1100
سن اشاعت	20 ستمبر 2010ء
صفحات	144
ہدیہ	100 روپے

ملنے کے پتے

جلالیه صراط مستقیم گجرات / مکتبه فیضان مدینه گهکڑ
مکتبه فکر اسلامی کهاریاں / مکتبه مهریه رضویه کالج روڈ ڈسکه
مکتبه رضائے مصطفےٰ چوك دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانواله
مکتبه فیضانِ اولیاء کامونکی ، مکتبه الفجر سرائے عالمگیر
مکتبه فیضان مدینه سرائے عالمگیر
نظامیه کتاب گهر اُردو بازار لاهور / نیو منهاج سی ڈی سنٹر لاهور
کرمانواله بُك شاپ اُردو بازار لاهور
صراط مستقیم پبلی کیشنز 5,6مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاهور
مکتبه صراط مستقیم گوجرانواله

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے عشق محمد جو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والتسلیم علیٰ حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

دور حاضرہ میں بے ادبی کا دور دورہ ہے جس کے منہ میں جو آتا ہے بک دیتا ہے بربادی انجام کی کچھ پرواہ نہیں فقیر چند سطور پیش کرتا ہے ممکن ہے کسی خوش قسمت کو کوئی بات سمجھ آجائے۔ اس کا نام بھی (بے ادب بے نصیب) تجویز کیا اس سے قبل باادب بانصیب "کتاب ہدیۂ اہل اسلام پیش کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ بطفیل نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ سطور فقیر کے لیے توشۂ آخرت اور قارئین کے لیے مشعل راہ ہدایت بنائے (آمین)

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ
بہاولپور۔ پاکستان
۹ شعبان ۱۴۱۲ھ

مقدمہ

ادب اور بے ادبی ہی اسلام و کفر کا اصل ہیں جتنا احکام عقائد و مسائل ہمارے دفتر میں انہیں غور سے دیکھا جائے تو وہ سب کے سب ادب سے منسلک ہیں عام از اں کہ ذات حق تعالٰی کا ہو یا انبیاء علیہم السلام کا یا دیگر محبوبان خدا یا ان کے کسی متعلق کا اس کے کچھ نمونے کتاب "ادب بالنصیب" میں عرض کئے ہیں اس کتاب میں یہی تفصیل ہے کہ بے ادبی کی نحوست لے ڈوبتی ہے خواہ وہ کسی ہی ذیشان کی ہے جسے اللہ تعالٰی نے کوئی شان بخشی ہے اس کی تحقیر و تنقیص عمداً یا سہواً یا خطا یا لاشعوری میں عالم مکلف ہو یا عالم ارواح اور مکلف سے ہو یا غیر مکلف سے معصوم سے ہو یا غیر معصوم سے وہ ذی روح ہو یا غیر روح ابلیس کو دیکھئے کہ اس سے کون سی غلطی ہوئی کہ وہ راندۂ درگاہ ہوا اور ملعون بھی اور بے ادبی ایسا منحوس فعل ہے کہ وہ نہ صرف مرتکب کو بلکہ نسلوں تک اس کے اثرات چلے جاتے ہیں اور قرآن مجید میں قاعدہ بتایا کہ وہ اپنے باغی کو نہ پکڑے تو مالک ہے لیکن اپنے محبوب بندوں کے باغی کی گرفت فرماتا ہے تو سخت. مثلاً فرعون چار سو سال تک ربکم الاعلی بکارتا رہا تو اسے کبھی سر کا درد تک نہ ہوا لیکن موسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی کے بعد سخت عذاب میں گرفتار ہوا چنانچہ اللہ نے فرمایا فعصی فرعون الرسول فاخذناہ اخذاً وبیلا (مزمل) بلکہ دشمنان انبیاء علیہم السلام کے لیے عمومی طور پر فرمایا. فاخذھم اخذۃ رابیۃ آئندہ اوراق کو غور سے پڑھ کر بے ادبی سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

باب 1

قرآن مجید

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پہ بے ادبی کی سزا و عذاب کا ذکر فرمایا ہے. چند نمونے ملاحظہ ہوں.

١. یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ١)

اے ایمان والو! جب تمہیں میرے حبیب کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے اور دوبارہ کہلوانا چاہو تو راعنا یارسول نہ کہو. یعنی اے رسول صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہماری رعایت فرمائیں بلکہ یوں کہو اُنْظُرْنَا ہم پر نظر عنایت فرما دیں. اور غور سے سنو (تاکہ دوبارہ کہلوانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے.

گستاخی کیا تھی؟

لفظ رَاعِنَا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم کو اس لیے روکا کہ یہود بے ادب اور گستاخ منافقین و کفار راعنا کو ذرا زبان میں پیک دے کر گالی اور اہل اسلام کے استعمال کو اپنی گستاخی کے لیے آڑ بنا لیتے. اللہ تعالٰے جل شانہٗ کو گوارا نہ ہوا. اسی لیے راعنا بولنے سے نہ صرف روک دیا بلکہ آئندہ یہ لفظ بولنے والا نہ صرف کافر بلکہ سخت عذاب میں مبتلا کرنے کی وعید شدید تباہی اور رسوائی.

یاد رہے۔ راعنا بولنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے ان کا اس
کلمہ خیر و بھلائی مطلوب تھی لیکن بے ادب یہود کا ارادہ بے ادبی کا تھا اب وہ کلمہ اس
لیے گستاخی بن گیا کہ گستاخوں کا مقولہ ہے اگرچہ اس کلمہ سے ارادہ نیک ہو تب
بھی بے ادبی و گستاخی میں شمار ہوگا اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو گستاخانہ کلمات
بول کر کہتے ہیں ہماری مراد یہ نہیں ان کی مراد ہو نہ ہو اللہ تعالے اس کی گرفت ضرور فرمائے
گا اسی طرح جو لوگ گستاخیاں لکھ گئے اب ان کے طرفدار کہتے ہیں کہ ان یہ عبارات گستاخ
سہی لیکن ان کی مراد یہ نہ تھی تو ان کا یہ لنگڑا عذر لکھنے کہنے والوں کو نہ بچا سکیگا۔

فائدہ انبیاء علیہم السلام بشر مثلنا (ہمارے جیسے بشر۔ آدمی انسان)
کی رٹ بھی کافروں نے لگائی ابلیس سے لے کر ابوجہل تک یہ مقولہ
کفار و مشرکین کی زبان پر جاری رہا۔ اب بھی اس کلمہ کی رٹ لگا رہے ہیں وہ
یقین کرلیں کہ کل قیامت میں ابلیس و ابوجہل کی ٹولی میں بیٹھنا پڑیگا۔

۲۔ یَحلِفُونَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوا وَلَقَد قَالُوا کَلِمَۃَ الکُفرِ وَ
کَفَرُوا بَعدَ اِسلَامِہِم خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی
شان میں گستاخی نہ کی۔ اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر
کافر ہوگئے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ارشاد فرمایا عنقریب
ایک شخص آئیگا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا۔ وہ آئے تو اس سے
بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا۔ تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری
شان میں گستاخی کے الفاظ بولتے ہیں۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب
نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا اس پر

اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری۔ کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ گستاخی
نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کلمہ کفر کا بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے
اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا
لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کلمہ گو ہو کافر
ہو جاتا ہے۔

۳۔ وَلَئِن سَاَلتَہُم لَیَقُولُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوضُ وَنَلعَبُ ط
قُل اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُولِہٖ کُنتُم تَستَہزِءُونَ لَا
تَعتَذِرُوا قَد کَفَرتُم بَعدَ اِیمَانِکُم۔ اور اگر تم ان سے پوچھو تو
بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کہ اللہ اور اس
کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم کافر ہو چکے
اپنے ایمان کے بعد۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ
امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت فرماتے
ہیں اِنَّہٗ قَالَ فِی قَولِہٖ تَعَالٰی وَلَئِن سَاَلتَہُم لَیَقُولُنَّ اِنَّمَا
کُنَّا نَخُوضُ وَنَلعَبُ ط قَالَ رَجُلٌ مِنَ المُنَافِقِینَ یُحَدِّثُنَا
مُحَمَّدٌ ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب
یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی۔ اس کی تلاش تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے اس پر ایک منافق بولا محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) بتلاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ پر ہے۔ محمد غیب کیا جانیں۔
اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری۔ کہ کیا اللہ اور رسول سے ٹھٹھا
کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوگئے

(تفسیر امام جریر جلد ۱۰ ص ۱۰۵)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دیتے ہیں۔

ایذاء کا معنیٰ

حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی معمولی سی بے ادبی وگستاخی کا نام ایذا ہے یہ قرآن کی اصطلاح ہے چنانچہ واضح ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام کا رَاعِنَا (ہماری رعایت کیجیے) یہ صحیح مفہوم کے باوجود بے ادب وگستاخ یہود ومنافقین کے استعمال پر گستاخی بن گیا ایسے ہی باہر سے بعض صحابہ کا یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ عَلَیْنَا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) باہر تشریف لائیے کہنا باوجودیکہ یہ کلمہ بے ادبی کا نہ تھا لیکن چونکہ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آرام کے لیے خلل انداز ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو پاگل، مجنوں کہہ دیا۔ ایسے ہی بعض صحابہ کرام نے دعوت میں حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبع مبارک کو ناساز کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر جھڑک دیا۔ بلکہ اس سے سخت تر شیخین حضرت ابوبکر و سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ودیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے لیے مندرجہ ذیل ارشاد قابلِ غور ہے۔

۵۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۲۶۔ سورۃ الحجرات ع ۱)

اے ایمان والو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بلند آواز نہ کرو۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کی طرح آپ کے سامنے اونچا نہ بولو۔ تمہارے اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں اس کا شعور بھی نہ ہو گا۔

فائدہ

صرف اونچا بولنا ہی کفر کا موجب بن گیا اس سے نبوت کی نزاکت کا اندازہ لگائیے۔ کہ معمولی سی بات پر کفر کا فتویٰ (قرآنی) صادر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آداب اور تعظیم وتکریم میں جان کی بازی لگاتے تھے۔ اور آپ کی بے ادبی وگستاخی کے بالمقابل کسی کی پرواہ نہ کرتے۔ جیسا کہ ہم نے (آدابِ صحابہ کرام) (تصنیف) میں تفصیل سے عرض کر دی ہے بلکہ احادیث مبارکہ میں ایذا کا معنیٰ بے ادبی اور گستاخی کی تصریح ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ یُؤْذِی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ کوئی ہے جو کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتا ہے اس کے قتل کا موجب فقط کفر نہیں بلکہ ایذاءِ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ اور ان کے چار ساتھیوں نے اس کو شب خون مار کر کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

۶۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (پ ۶) تو اور تیرا رب جاتے ان سے لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔

سزا

بنی اسرائیل کی گستاخی اللہ کو ناگوار گزری اس نے انہیں یہ سزا دی کہ جب تک موجودہ نسل کے بالغ مر نہیں گئے وہ قوم وادیٔ تیہ ہی میں بھٹکتی رہی۔

طبری کے مطابق یہ عرصہ چالیس سال پر محیط ہے اس عرصہ میں ہلاک ہونے والے یہودیوں کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ اور یہ بے ادبی یوں ہوئی جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں داخل ہونے کا

حکم دیا تو یہ قوم نبی سے گریزاں ہوئی اور صاف انکار کر دیا" اور ایک گستاخی کا کلمہ کہہ دیا۔

درس عبرت یہ کوئی معمولی انسان نہ تھے جنہیں اتنا بڑی سخت سزا ملی ہے یہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابی اور مومن تھے اور گستاخی صرف اتنا کہ جنگ خود کرو اور تمہارا خدا۔ اس پر لاکھوں کو اللہ نے مار دیا اور چالیس سال تک وادی تیہ میں حیران و سرگردان رکھا اور دور (حاضرہ) کے گستاخوں کی گستاخیاں جگہ عراش ہیں لیکن کون کسی کو کیا کہہ سکتا ہے جب دنیا میں اللہ نے امت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عذاب نہ دینے کا عہد کر رکھا۔ ہاں کل قیامت میں ان بے لگام زبانوں کو گدی سے نکلتے دیکھنا

عشق صحابہ کرام رضی اللہ عنہ وہ اسرائیلی تھے کہ اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دینے کی جرأت کر بیٹھے اور محمدیوں (صحابہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق و محبت بھی۔

انجام برباد بلعم باعوراء کا اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ کل قیامت میں بلعم باعوراء کی کھال اتار کر اصحاب کہف کے کتے کو پہنا کر کتے کو بہشت میں اور بلعم باعوراء کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا (روح البیان)

انتباہ اس سے واضح ہوا کہ گستاخی بری بلا ہے کہ بلعم باعوراء باوجودیکہ عابد زاہد مستجاب الدعوات تھا لیکن چونکہ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی ہوگئی تو اسے یہ سزا ملی اور کتے کو اولیاء کرام کی محبت اور صحبت سے یہ بہت بڑا مرتبہ نصیب ہوا۔ یہ بھی قرآنی قصہ ہے صرف اختصار کے پیش نظر اتنا عرض کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ہم نے فیوض الرحمن ترجمہ تفسیر روح البیان میں لکھی ہے۔

درس عبرت علم و عمل برباد ہو جاتا ہے جب کسی اعلیٰ شخصیت (ذات) کی گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ لوگ (عوام) اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ فلاں بڑا مولوی، محدث، مفسر وغیرہ ہے اس سے کچھ سرزد نہیں ہوا ہوگا۔ ان غریبوں کو کون سمجھائے کہ ابلیس میں علم و عمل بلکہ ہر دعا قبول اس کے باوجود گستاخی سے مردود ٹھہرا

صالح علیہ السلام کی اونٹنی قوم صالح (علیہ السلام) نے آپ سے معجزہ طلب کیا آپ کی دعا سے پتھر کے پھٹنے سے اونٹنی نمودار ہوئی۔ اس کے دیکھتے ہی قوم ثمود حیران ہوئی اور بعد اس کے ایک بچہ اسی جسم و ضخامت کا پیدا ہوا۔ جندع بن عمر تو اس معجزہ کے دیکھنے سے مسلمان ہوا۔ اور دوسرے لوگوں کا دل بھی متوجہ بایمان ہوا لیکن شیاطین نے جو کہ بت خانے کے خادم اور پرانے کفار تھے، کہا یہ صالح تو بڑا جادوگر ہے یہ معجزہ نہیں بلکہ جادو کا اثر ہے وہ بدبخت قوم ان شیطانوں کے قول پر گمراہ ہوئی۔ آخر اسی بے ایمانی سے خراب اور تباہ ہوئے۔ حضرت صالح نے تمام قوم کو بڑی تاکید سے نصیحت کی کہ اس ناقہ سے تمہاری زندگانی ہے اور اس کی پریشانی سے تمہاری پریشانی ہے اس کے بعد یہ بات ٹھہری کہ ایک روز کا پانی اونٹنی پیئے۔ اور ایک دن کا تمام حیوان چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ اس پر وہ سب تو خوش ہوئے جب اونٹنی اپنی نوبت میں پانی پینے کو کوئیں پر جاتی تو تمام پانی ایک دم میں پی جاتی وہ اونٹنی جس قدر پانی پی جاتی تھی تمام قوم کے برتن دودھ سے بھرتی تھی اور اونٹنی کی شکل مہیب اور قامت طویل تھی۔ وہ صورت و شکل بھی حضرت صالح علیہ السلام کے معجزے کی دلیل تھی۔ امام کسائی نے لکھا ہے کہ درازی جسم کی دو سو گز تھی اور بلندی پاؤں کی ڈیڑھ سو گز تھی۔ جب وہ اونٹنی

چرنے کو جنگل میں جاتی تو مواشی مارے ڈر کے گاؤں میں بھاگ جاتے اور جب وہ گاؤں میں رونق افروز ہوتی تو سب مواشی جنگل میں بھاگ کر غم اندوز ہوتے اسی سبب سے جو لوگ بہت جانوروں کے مالک تھے نہایت تنگ ہوتے اور اونٹنی کے قتل کے لیے ہم آہنگ ہوئے حق تعالیٰ نے حضرت صالحؑ پر وحی بھیجی۔ کہ اپنی قوم سے کہو کہ اس اونٹنی کے قتل سے باز آ جائیں۔

فائدہ:۔ اس اونٹنی کی بے ادبی سے یہ قوم تباہ و برباد ہوئی چنانچہ آگے پڑھیئے۔

بڑھیا کی شرارت اس قوم میں ایک بڑھیا تھی مال بے نہایت اور بکریاں اور اونٹ بے شمار رکھتی تھی اور اس کی بیٹیاں پری زاد اور گلعذار تھیں وہاں ایک عورت کافرہ بھی نہایت مالدار اور اس کا خاوند مسلمان اور پرہیزگار تھا ان دونوں نے باتفاق وہاں کے سرداروں کے اونٹنی کا مارنا ٹھہرایا انہوں نے قیدار بن سالف اور مصدع بن مہدج کو بلایا اس بڑھیا نے اپنی بیٹی کے نکاح کر دینے کا قیدار کو لالچ دیا اور سردست بہت سا مال دے کر اونٹنی کو قتل کرنے پر آمادہ کیا۔

فیصلہ قرآن وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ (القلم پ ۲۹)

اس کی باتیں نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر اُدھر کی لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خو اس کے بعد ولد الحرام"

فائدہ قرآن نے گستاخ اور بے ادب کو ولد الحرام (ولد الزنا) کی تصریح فرمائی اور ہمارا تجربہ ہے اور جس کا جی چاہے تجربہ کر ے کہ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہ السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام و اہلبیت عظام اور فقہاء علماء اور اولیاء صالحین کا بے ادب گستاخ لازماً یقیناً ولد الزنا ورنہ ولد الحرام ضرور ہوتا ہے یہ آیت ایک گستاخ اور بے ادب کے حق میں نازل ہوئی چنانچہ اس بے ادب نے اپنی ماں سے تصدیق چاہی تو اس کی ماں نے اعتراف کیا کہ واقعی نبوت کا گستاخ ولد الحرام ہے۔

تفاسیر میں مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی ہے اس کا مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ مر جائیگا تو اس کا مال غیر لیجائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا تو اس سے ہے۔

چند حرام زادوں کی فہرست قیدار جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں ولد الحرام تھا (فیوض الرحمٰن تفسیر)

۲۔ سیدنا علی المرتضیٰ کا بالمقابل خارجی ولد الزنا تھا حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مقتول کی لاش حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں لائی گئی آپ نے مجمع سے پوچھا کہ

اَيُّكُمْ يَعْرِفُ هٰذَا	تم میں سے کون اسے جانتا ہے۔
هٰذَا حَرْقُوصٌ وَاُمُّهُ هٰهُنَا	اسکا نام حرقوص ہے اسکی ماں زندہ اور یہاں

موجود ہے۔ اس کے باپ کا علم کسی کو نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا۔

مِمَّنْ هٰذا — حرقوص کا باپ کون ہے۔

بزرگوار جہت تجارت یمن کو گئے تو ایک عرصہ کے بعد واپس نجد میں آیا تو اپنی بی بی کی گود میں فرزند دیکھا متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ فرزند کس کا ہے اس نے کہا میرا ہے شوہر نے کہا بدوں باپ کے عورت نے کہا تم بڑے نادان ہو۔ مرد نے کہا سچ کہو بات کیا ہے کہا تمہارے جانے کے بعد چند روز کا عرصہ ہوا ایک رات بے خبری میں سو رہی تھی کہ ایک شخص نے مجھے جگایا میں جب گھبرا کر اٹھی پوچھا تو کون ہے کہا میں عزازیل ہوں جب دیکھا تو بخدا تمہاری صورت نظر آئی میں نے کہا کہ اسی نے عزازیل نام بتایا مذاق کی ہے شاید سفر سے واپس آگئے ہیں یہ سمجھ کر جو خیال گزرا وہ جاتا رہا پھر وہ مجھ سے ہمبستر ہوا۔

(رسالہ شمس شریعت مطبوعہ گلزار محمدی لاہور ۱۳۰۶ھ)

۵ - سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایک بے ادب کے حرام زادہ ہونے کا نشان بتایا تصدیق کی گئی تو واقعی وہ حرام زادہ نکلا۔ فقیر نے اسی موضوع پر ایک رسالہ لکھا "گستاخ ولد الحرام" ہے۔ اسکا مطالعہ کیجئے۔

تحقیق کسی کو ولد الحرام کہنا جسارت تو ہے لیکن حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بالمقابل کسی کو دم زدن کی جرأت نہیں ہونی چاہیئے نبی پاک صلی اللہ علیہ کے یہ ارشادات۔

حرامزادہ ولد الحیض حدیث میں ہے۔

اخرج ابن عدی. والبیہقی فی شعب الایمان عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من لم یعرف عترتی والانصار فھو لاحد ثلث اما منافق واما الزنیہ واما لغیر الیعتی حملتہ امہ علی غیر طھر) (اشرف المؤید ۱۵۰)

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے عترت (آل اور انصار کی شان میں بے بہرہ ہے تو وہ ان تینوں میں سے ایک ہے۔

۱- منافق ہے۔
۲- ولد الزنا ہے۔
۳- ولد الحیض ہے۔

اور حضور امام الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں رکھے گا محبت ہماری آل سے مگر مومن متقی اور نہیں بغض رکھے گا بغض ہماری آل سے مگر منافق و شقی۔

لا یحبنا اھل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق وشقی

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا تاج الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارے اہل بیت سے جو بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

من بغض اھل البیت فھو منافق (الشرف المؤید ۱۵۵)
جس نے اہل بیت سے بغض کیا وہ منافق ہے

یہودیوں کا ساتھی تاجدار انبیاء سلطان مدینہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ہمارے اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کا حشر یہودیوں

کے ساتھ فرمائیگا۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایها الناس البغضا اهل البیت حشر اللہ یوم القیامۃ یہودیا۔ (اشرف المؤید ۱۹۱)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہمارے اہلبیت سے بغض رکھنے والے کو اللہ قیامت میں یہودیوں کے ساتھ اٹھائے۔

فائدہ دشمنان انبیاء صحابہ و اہل بیت اور گستاخان اولیاء کا ہمیشہ انجام برباد ہوتا ہے تجربہ کر کے دیکھ لیجئے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "گستاخوں کا برا انجام (دو جلد)"

ابولہب تباہ و برباد حضور نبی کریم علیہ السلام نے کوہ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت اسلام دی اور اپنی صداقت اور امانت کی ان سے شہادت لے کر اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو ابولہب نے آپ سے کہا۔ تم تباہ ہو جاؤ۔ کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔ اللہ تعالٰے نے ابولہب کے کلمہ گستاخانہ کا جواب دیا اور اپنے محبوب رسول کی حمایت میں فرمایا۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ (تبت پ۳۰) تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

اللہ اکبر، بارگاہ الٰہیہ میں حضور کا اعزاز یہ ہے کہ ابولہب آپ کی شان میں گستاخی کے کلمے بولتا ہے اور اللہ تعالٰے اپنے محبوب کا خود دفاع فرماتا ہے۔ غور طلب بات یہ بھی ہے کہ ابولہب نے حضور کے حق تباً لک آپ تباہ ہو

کئی بار طبع ہوئی اب بھی مطبوعہ عام ملتی ہے۔

آپ تباہ ہو جائیں کہا تھا اور اللہ تعالٰے نے اپنے محبوب رسول کی طرف سے انتقام لیتے ہوئے فرمایا۔ ابولہب تو کہتا ہے کہ میرا محبوب رسول تباہ ہو جائے۔ وہ تباہ نہیں ہوں گے تو ہوگا اور تو تباہ ہو۔ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا۔ جو میرے بھتیجے میرے متعلق کہتے ہیں کہ میں ہلاک، اگر صحیح ہے تو میں اپنی جان کی حفاظت کے لیے اپنے مال و زر اور اولاد کو فدیہ کر دوں گا۔ اللہ تعالٰے نے ابولہب کے اس خیال کی بھی تردید فرما دی اور فرمایا دین و دنیا میں تیرے لیے خسارہ اور ہلاکت ہے مال و دولت اور تیری اولاد تجھے تیری بدبختی سے نجات نہیں دلا سکتے۔

فائدہ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ۔ (تبت، ۲) اس کے کچھ کام نہیں آیا اس کا مال اور نہ جو اس نے کمایا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ادنیٰ گستاخی سے دین اور دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں اور ذلت و نامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے چنانچہ ابولہب تھوڑے عرصہ کے بعد خطرناک اور زہریلی چیچک میں مبتلا ہو گیا اور اس کا تمام جسم پھوڑا ہو گیا جس کی بدبو کسی کو اس کے قریب نہ ٹھہرنے دیتی اس کا سارا بدن سڑ گیا اور وہ جنگ بدر کے ساتویں دن یعنی ۲۴ رمضان ۲ھ کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا اس کی بدبو سے اس کے اپنے بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ مزدوروں سے اس کی لاش اٹھوا کر گڑھے میں پھینکی گئی (تفصیل تفسیر "فیوض الرحمٰن" میں دیکھئے۔ یاد رہے کہ ابولہب کوئی معمولی آدمی نہ تھا اس کا اصل نام "عبدالعزّٰی" ہے یہ عبدالمطلب کا بیٹا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا، بہت ہی مالدار انتہائی ہی گورا سرخ و سفید رنگ کا آدمی تھا چنانچہ اس کے چہرے کی خوبصورتی چمک دمک کی بنا پر لوگ اس کو "ابولہب" یعنی شعلہ کا باپ کہہ کر پکارتے تھے۔

غار والے

اصحاب کہف محبوبان خدا تھے جنہیں غار میں بمنزلہ مزار کے تا حال اجسام صحیحہ کے ساتھ اللہ نے محفوظ رکھا ہوا ہے اور اب بھی ان کی ایسی ہیبت ہے کہ کوئی بھی ان تک نہیں جا سکتا۔ دوم ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب کہف کے غار سے گزرے اور چاہا کہ اندر داخل ہوں تو حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے آیت قرآنی سنا کر منع فرمایا اس سے واضح ہوا کہ اللہ اپنے محبوبوں کی خود عزت فرماتا ہے اور ہمیں تعظیم و تکریم کا حکم فرماتا ہے۔

اصحاب کہف کے بے ادب کو سزا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اصحاب کہف کے حالات معلوم کرنے کے لیے چند افراد غار میں بھیجے جب وہ لوگ اس غار میں داخل ہوئے تو اللہ نے ایسی تیز ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔

سوال:۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن سنا کر روکا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیوں خلاف کیا۔

جواب:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی (رضی اللہ عنہما ایک مجتہد دوسرے مجتہد کے خلاف کرے تو کوئی حرج نہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آیت پڑھ کر اظہار اجتہاد کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد کو ترجیح دی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتراف تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

تبرکات کی گستاخی کی سزا

ایک وقت تھا کہ بنی اسرائیل کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی گئی تھی جب دنیا کی تمام قومیں

ع وہ آیت یہ ہے لو اطلعت علیہم لولیت منہم رعبا (کہف رکوع ۳)

گمراہی اور تاریکی میں پڑی بھٹک رہی تھیں شرک و بت پرستی میں مبتلا تھیں۔ بدعتوں اور بدعنوانیوں میں مست تھیں تو صرف بنی اسرائیل ہی ایک ایسی قوم تھی جس کے پاس توحید کا تصور تھا۔ اور آسمانی ہدایت نامہ ان کو میسر تھا اس سے بڑھ کر اور فضیلت کیا ہو سکتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ لوگ اپنی کمزوریوں اور بدعنوانیوں کے باعث راہ راست سے بھٹک گئے اور آسمانی ہدایت پس پشت ڈال دیا۔ اور وہ تبرکات جو انہیں حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام سے نصیب ہوئے ان کی بے قدری کی اور پرلے درجے کے گستاخ بن گئے جس پر اللہ نے ان پر فرعون و ہامان اور بخت نصر و دیگر حاکم و جابر بادشاہوں کو مسلط کر کے ذلیل و خوار کیا جیسا کہ تفصیل قرآن و تفاسیر میں ہے

اس سے واضح ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے تبرکات کے ادب سے انہیں عزت ملی اور ان کی بے ادبی اور گستاخی سے ذلت و خواری میں مبتلا ہوئے۔

سوال:۔ نجدی حکومت نے جی بھر کر تبرکات کی گستاخیاں کیں اور کر رہے ہیں ان کو تو کچھ نہ ہوا بلکہ الٹا ان کے عیش و عشرت میں ترقی ہی ترقی ہے۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت دیر سے ہوتی ہے اور پھر ایسی ہوتی ہے کہ جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا فرعون کو اللہ نے چار سو سال حکومت دی اور اس جیسا عیش و عشرت نجدیوں کو کہاں میسر۔ پھر جب پکڑا تو زمانہ جانتا ہے کہ اس کا کیا حشر ہوا ان نجدیوں کو ابھی ایک صدی بھی نہیں ہوئی ہزاروں سال بھی ایسے گزاریں تب بھی جب ان کا انجام تباہ و برباد ہو گا تو زمانہ دیکھے گا چنانچہ اللہ تعالےٰ کا فرمان واملی لہم ان کیدی متین۔ شاہد ہے۔

نمازی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی سبب دریافت فرمایا عرض

کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا، وہاں گئی تھی۔ راہ میں میں نے دیکھا تو ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ اسی کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے۔ تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت تعالیٰ میری نماز قبول کر لے اور مجھے بخش دے۔

ابلیس کی تباہی

قارئین کرام ابلیس نمازی ہے تو موحد بھی ہے لیکن لعنتی بھی اور ناری بھی اس کی وجہ وہی جو سب کو معلوم ہے کہ جب ملائکہ سجدہ میں گرے تو ابلیس نے آدم علیہ السلام سے منہ پھیر کر پیٹھ کر لی یہاں تک کہ وہ سجدہ سے فارغ ہوئے اور سجدہ میں ایک سو سال تک پڑے رہے۔ بعض روایات میں پانچ سو سال آیا ہے جب انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ابلیس کھڑا ہوا ہے بلکہ الٹا آدم علیہ السلام سے منہ پھیرے ہوتے ہے۔ اور اس فعل سے نادم بھی نہیں ہوتا بلکہ الٹا عزم بالجزم میں ہے۔ تو اس کے امتناع اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق کی وجہ سے دوبارہ سجدہ میں گر گئے۔ ان کے لیے دو سجدے ہو گئے۔ ایک آدم علیہ السلام کے لیے۔ دوسرا اللہ تعالےٰ کے لیے۔ یہ جو کر رہے تھے ابلیس دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس کی صفت، حالت، صورت ہیبت نعمت سب کو متغیر فرمائی۔

کَمَا قَالَ تعالےٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔

فائدہ۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا جسم خنزیر کی شکل اور منہ بندر کی طرح مسخ ہو گیا
(روح البیان پ۱ تحت آیت ابی واستکبر)

سزائے طلاق

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کے گھر تشریف لے گئے اتفاقاً حضرت اسمٰعیل مکان پر نہ تھے آپ کی بی بی سے

دریافت کیا۔ بی بی نے روکھا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بہت ناخوش ہوئے اس بی بی سے فرمایا کہ جب تیرا شوہر آئے میرا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ تو اپنے مکان کی چوکھٹ بدل ڈال کہ یہ اچھی نہیں حضرت اسماعیل جب مکان پر آئے بی بی نے سلام و پیغام کہا۔ آپ نے اسی وقت بی بی کو طلاق دے دی۔

فائدہ

واقعہ کی تفصیل تفسیر فیوض الرحمٰن میں ہے یہاں یہ بتایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلاف طبع جواب پر زوجیت اسماعیل علیہ السلام سے محرومی ملی اور یہ مرتبہ کوئی معمولی نہ تھا ایک پیغمبر کی زوجہ دوسرے پیغمبر کی بہو۔ حضرت ام رباب رضی اللہ عنہا کو بعد شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ نکاح کا کہا گیا تو فرمایا کہ مجھے نکاح منظور نہیں اس لیے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہو ہوں نکاح کرونگی تو اس اعلیٰ رشتہ سے محروم ہو جاؤں گی۔

بے ادبی کی نحوست

عیصو اور یعقوب دونوں جوڑیا تھے پیدائش کے وقت عیصو نے کہا کہ میں پہلے باہر جاتا ہوں ورنہ پیٹ چاک کئے بغیر نہیں نکلوں گا یعقوب نے ماں پر رحم کیا اور عیصو کو پہلے نکلنے دیا یہی وجہ ہے کہ یعقوب کی اولاد سے انبیا اور عیصو کی اولاد سے سرکش بادشاہ پیدا ہوئے۔ (تفسیر مواہب ص۲ جلد۲۱)

فائدہ

یعقوب عقب سے ہے بمعنی پیچھے کا حصہ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پیدائش میں پہلے آنا تھا لیکن عیصو نے عجلت کی اس سے والدہ کو تکلیف ہوئی اس بے ادبی سے اولاد کو نبوت کے درجہ سے محروم کر دیا۔ مزید تفصیل ہم نے تفسیر فیوض الرحمٰن میں لکھ دی ہے۔

گستاخ قارون

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک معمولی آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی دین سے وہ اتنے بڑے خزانوں کا مالک ہو گیا

جس کی طرف کنجیاں ہی اٹھانے کے لیے بڑی قوت والی جماعت کی ضرورت پڑتی تھی۔ اتنی بڑی دولت پاکر وہ مغرور ہو گیا۔ اور اپنی اکڑ میں کہنے لگا۔

اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ۔

یہ خزانہ تو میرے اپنے علم و ہنر کا نتیجہ ہے۔

قارون تجارت و زراعت میں بڑا ماہر تھا ایک قول کے مطابق علم کیمیا میں بھی اسے مہارت حاصل تھی اتنی دولت پاکر وہ یہی سمجھ بیٹھا کہ یہ جو کچھ میرے پاس مال و دولت ہے اس کی اپنی ذاتی قابلیت و کمال علم کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا اور اسے بتایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ سرمایہ دار مال میں سے ایک مخصوص حصہ غریب و محتاج افراد کی اعانت میں خرچ کریں اور اپنی دولت کا ایک حصہ مسکینوں یتیموں کو بھی دیں تو قارون اکڑ گیا اور کہنے لگا میں اپنے مال سے کچھ بھی نہ دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے بار بار زکوٰۃ کا مطالبہ فرماتے اور اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہے مگر وہ ظالم نہ مانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دشمنی میں اس حد تک بڑھ گیا کہ کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (معاذ اللہ) کسی تہمت لگانے کا منصوبہ بنا لیا چنانچہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زنا کے احکام بیان فرما رہے تھے۔ قارون بولا یہ حکم عام ہے یا کوئی اس سے مستثنیٰ بھی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ حکم سب کے لیے کوئی بھی ہو۔ قارون نے کہا۔ تو فلاں عورت آپکے متعلق ایسا کہتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو بلا کر دریافت فرمایا تو اس عورت نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ بالکل پاک و صاف ہیں۔ قارون نے مجھے لالچ دیکر آپ پر تہمت لگانے پر آمادہ کیا تھا۔

الغرض قارون کا زکوٰۃ ادا نہ کرنا اور اللہ کے پیغمبر کو ستانا اس کے لیے وجہ ہلاکت بن گیا۔ اللہ کے پیغمبر نے اس کے حق میں تباہی کی دعا کی۔ تو وہ مغرور انسان اپنے سارے مال و دولت اور گھر سمیت زمین کے اندر دھنسا دیا گیا اور خدا تعالےٰ نے فرمایا۔

وَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ ہم نے اسے (قارون کو) اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔

فائدہ

قارون کی یہ تباہی و بربادی ان دولت مندوں سرمایہ داروں کے لیے موجب عبرت ہے جو مال و دولت کی محبت میں مغرور ہو کر اس میں سے غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کا حق نہیں نکالتے خدا تعالےٰ انہیں زکوٰۃ دینے کی توفیق دے۔ آمین

قارون حافظ کلام الٰہی تھا

قارون صرف سرمایہ دار نہیں بلکہ تورات کا حافظ اور زاہد و عابد تھا اس سے یہ گستاخی ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام پر طعن و تشنیع کی کہ آپ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو کسی طرح طرفداری کر کے اللہ تعالیٰ سے نبوت دلوا دی حالانکہ اس کا مستحق تو میں تھا کہ حافظ ہوں اور اہل علم ہونے کے علاوہ عابد زاہد ہوں اور ہارون علیہ السلام سے بہتر ہوں اللہ تعالےٰ کو اپنے پیارے پیغمبر کی گستاخی گوارہ نہ ہوئی اس لیے اسے سرمایہ داری میں مبتلا کر کے ایک سخت عذاب سے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

باب ۲

آداب کے اصول از ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہر شعبے میں ادب اور تعظیم وتکریم کے آداب سکھائے نہ صرف باتوں میں، بلکہ عملی طور پر اور نہ صرف عملاً بلکہ ایسے بے ادب گستاخوں کو قتل کرادینے کا حکم فرمایا تاکہ امت کو ادب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اہمیت معلوم ہو اور نہ صرف اپنی ذات کے آداب سکھائے بلکہ ہر صاحب عزت وتکریم کی تعظیم وتکریم کا درس دیا اور ثابت فرمادیا کہ اسلام ادب کا دوسرا نام ہے اور بے ادبی کفر اور گستاخی منافقت یہ باب خاصا طویل ہے اس لیے کہ حضور سرور عالم صلے للہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی بنیاد ادب پر رکھی اسی لیے اسلام کا ہر چھوٹا بڑا مسئلہ مبنی برادب ہے مشتے نمونہ کے طور پر چند سطور ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

کعبہ کے دامن میں بھی پناہ نہ ملی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم

سے عرض کی حضور (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن حنظل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا "اُقْتُلُوْهُ" اسے قتل کردو

(رواہ البخاری ص۲۴۹ ج۱، ص۶۱۴ ج۲)

فائدہ یہ عبداللہ بن حنظل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہہ کر حضورؐ کی شان میں توہین وتنقیص کیا کرتا تھا اس نے دو گانے والی لونڈیاں اسی لیے رکھی ہوئی تھیں کہ ہجو میں اشعار گایا کریں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجدِ حرام میں مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔ (فتح الباری ص۱۳ ج۸، عینی ص ۳۴۷ ج۸، قسطلانی ص۳۹۲ ج۲ شرح بخاری)

فائدہ اسے سمجھے تو کوئی دل دردمند سمجھے ورنہ کاغذی کارروائی کے ہم تمام ممالک سے نمبر اول پر ہیں اس سے مزید کہنے کی ضرورت نہیں کہ قتل کون کرا رہا ہے وہ رحیم وکریم رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کسی بھی امتی کے معمولی سے معمولی دکھ کے روادار نہیں اور کعبہ معظمہ کے اندر جس کے لیے حکم وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا۔ (جو اس کے اندر آگیا وہ امن پاگیا) اور مجرم بچنے کے لیے کعبہ معظمہ کے غلاف کو چمٹا ہوا ہے لیکن اسے غلاف کعبہ سے باہر نکالکر بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر وبدحال ہے۔

فائدہ نام اس کا عبداللہ موحدانہ ہے لیکن اسکا کارنامہ ملحدانہ تھا اسی لیے اس موحد کو ملحد سمجھئے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل میں اعزاز واکرام نہیں رکھتا اسی لیے ہم کہتے ہیں وہ نماز وروزہ اور عبادت منہ پر ماری جاتی ہے

جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی خوشبو نہیں اور وہ نماز و روزہ اور عبادت کھرا سونا ہے جو عشق و محبت کا رنگ ہو۔

نیک نمازی لیکن نمبر اول کا گستاخ

عن انس قال كان فينا شاب
ذو عبادة و زهد و اجتهاد
فسميناه لرسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم فلم يعرفه
ووصفناه بصفته فلم يعرفه
فبينما نحن كذالك اذا قبل فقلنا
يا رسول الله هو هذا فقال اني
لاری علی وجهه سفعة من
الشيطان فجاء فسلم فقال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اجعلت في نفسك ان ليس
في القوم خير منك فقال اللهم
نعم ثم ولى فدخل المسجد
فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من يقتل الرجل فقال
ابو بكر انا فدخل فاذا هو قائم
يصلي فقال ابو بكر كيف اقتل

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے
میں ایک بڑا ہی عابد زاہد نوجوان تھا
ہم نے ایک دن حضور سے اس کا تذکرہ
کیا حضور اسے نہیں جان سکے پھر اس
کے حالات واوصاف بیان کئے جب
بھی حضور اسے نہیں پہچان سکے یہاں تک
کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آگیا جیسے
ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور کو خبر دی
کہ یہ وہی نوجوان ہے حضور نے اس کی طرف
دیکھ کر ارشاد فرمایا میں اس کے چہرے
پر شیطان کے دھبے دیکھتا ہوں پھر وہ
حضور کے قریب آیا اور سلام کیا۔ حضور نے
اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ بات
صحیح نہیں کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ
رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے
اس نے جواب دیا ہاں اس کے بعد
جیسے ہی وہ مسجد کے اندر داخل ہوا

رجل وهو يصلي وقد نهانا
النبي صلى الله عليه وسلم من
يقتل الرجل فقال عمر انا يا رسول
الله فدخل المسجد فاذا هو ساجد
فقال مثل ما قال ابو بكر واراد
لا رجعن فقد رجع
هو خير مني فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم يا عمر
نذكر له فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من يقتل الرجل
فقال علي انا فقال انت
تقتل ان وجدته فدخل
المسجد فوجده قد خرج فقال
اما والله لو قتله لكان اولهم
وآخرهم ولما اختلفا في امتي
اثنان اخرجه ابن ابی شیبه كذا في
ابریز شریف ص ۲۰ وحجة الله على
العالمين ص ۵۵۵ مطبوعہ قدیم
و جدید ص و خصائص کبری ص ۱۴۷
و فتح الباری ص ۲۶۴ وغیرہ

حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل
کرتا ہے۔ صرف ابو بکر نے جواب
دیا میں۔ جب اس ارادہ سے وہ
مسجد کے اندر گئے تو اسے نماز
پڑھتا پایا تو واپس لوٹ آئے اور اپنے
دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے
قتل کروں جب کہ حضور نے نمازی کے قتل
سے منع کیا ہے پھر حضور نے آواز دی کون
اسے قتل کرتا ہے حضرت عمر نے جواب
دیا میں وہ مسجد کے اندر گئے تو اس وقت
نوجوان سجدہ کی حالت میں تھا وہ بھی اسے
نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح
واپس لوٹ آئے پھر حضور نے آواز دی
کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت علی نے
جواب دیا میں حضور نے فرمایا تم اسے
ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے
لیکن جب حضرت علی مسجد کے اندر داخل
ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور نے ارشاد
فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کے
جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ پہلا اور آخری
شخص ثابت ہوتا اور میری امت کبھی دو

فرد بھی آپس میں نہ لڑتے۔

درس ادب

شخص مذکورہ کا زہد و تقویٰ مثالی تھا لیکن وہ حضور علیہ السلام اور آپکے صحابہ کرام کے ادب اور تعظیم و تکریم سے نہ صرف خالی تھا بلکہ گستاخ بھی تھا تو رسول رحمۃ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور پھر اس کے بچ نکلنے پر اظہار افسوس فرمایا۔

ناظرین

واقعہ مذکورہ پر غور کیجئے کہ شخص مذکور شرعی احکام کا کتنا بڑا پابند تھا۔ لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم اور آپکے عشق و پیار یکسر خالی تھا۔ اسی لیے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار متوجہ کرنے کے باوجود آپ نے اس کی جان پہچان سے انکار فرما دیا اگرچہ باطنی طور پر آپ اس کے حالات سے پوری طرح واقف تھے۔ چنانچہ جب وہ شخص حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ انی لاری علی وجھہ سفعۃ من الشیطان یعنی میں اس کے چہرے پر شیطانی کے دھبے دیکھتا ہوں اور اسے مخاطب ہو کر اس کے اندرونی مرض (بغض و دشمنیٔ نبوت) کا پتہ بھی دے دیا چنانچہ اس کے ساتھ خطاب کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں کہ اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال اللھم نعم۔ یعنی کیا تو نے ابھی دل میں یہی سوچا کہ تجھ سے بہتر و برتر کوئی نہیں ہے؟ اس کے منہ سے نکلا ہاں یہی خیال تھا۔

ناظرین

غور فرمائیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کتنی ہے بندے کے ظاہری حالات سے باخبر ہیں بلکہ ان کے اندرونی معاملات کو بھی خوب جانتے ہیں اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ علم غیب میں ہے۔

پھر غور کیجئے کہ اس کے بہت بڑے زہد و تقویٰ کے باوجود رحمۃ للعالمین امت کے غم میں ساری رات رونے والے کریم رحیم شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل

کرنے کا حکم صادر فرمایا اور نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار اور وہ بھی جلیل القدر صحابہ اور خلفائے راشدین جیسی شخصیات کو۔ پھر جب وہ قتل نہ ہو سکا تو افسوس فرماتے ہوئے فرمایا۔ اما واللہ لو قتلتہ لکان اولھم و آخرھم و لما اختلفا فی امتی اثنان۔ یعنی اگر وہ قتل کیا جاتا تو ملا فی سبیل اللہ فساد، کا یہی پہلا اور آخری مقتول ہوتا اور تا قیامت مذہبی جھگڑا اور اختلاف بھی دنیا سے اٹھ جاتا۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ نبوت کے گستاخ کی دنیا میں سزا جان سے مار دینا ہے اور مرنے کے بعد سیدھا جہنم میں۔

فائدہ

اگر دنیا میں گستاخ رسول کو بچ بچاؤ ہو گیا تو قبر و آخرت کی سزا سے کبھی نہ بچ سکا اسی لیے ہم اہلسنت عوام و خواص پر ادب رسول صلے اللہ علیہ ایسے ہی دیگر انبیاء علیھم السلام اور جملہ اولیاء و علماء اور تمام معزز و محترم اشیاء کے ادب و تعظیم کا زیادہ سے زیادہ درس دیتے ہیں۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب

حضرت براء سے روایت ہے کہ حضور نے ابورافع کے ہاں چند انصاری بھیج کر اسے قتل کرایا کیوں اس لیے کہ

کان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ابورافع حضور کو ایذا دیتا تھا۔

رواہ البخاری ص ۵۵۷ ج ۲

فائدہ

اس طرح سینکڑوں واقعات ہیں فقیر نے گستاخوں کا برا انجام (کتاب / میں درج کئے ہیں خلاصہ یہ کہ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا گستاخ و بے ادب واجب القتل ہے وہ کسی طرح کی بھی تعظیم و تکریم کا مستحق نہیں۔

باب ۳

صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال ایسی برہان ہیں کہ ان کی اقتدار کے سوا چارہ ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں تمام اغوث واقطاب اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سرخم ہیں یہاں تک کہ علمار کرام نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز یا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات اپنے اکرام واعزاز کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جہاد کے گھوڑے کی ناک کی گرد وغبار کے ساتھ موازنہ نہ کر سکتے قرآن فہمی اسلام دانی جیسے انہیں نصیب ہے اور کس کی قسمت۔

یہ حضرات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی سی بے ادبی کرنے والے کی جان کے دشمن تھے یہاں تک ماں باپ بھائی۔ دوست ان کی نظروں میں احترام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کچھ نہ تھے۔

غیرت صدیقی

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ (جب وہ حالت کفر پر تھے) کو تھپڑ مار دیا جب ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شان اقدس کے متعلق نازیبا کلمہ صادر

ہوا بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا اگر میرے پاس تلوار ہوتی۔ تو اس کی گردن اڑا دیتا۔ (روح المعانی)

بے ادب باپ باادب بیٹا

روح البیان نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ عبداللہ ابن ابی کے فرزند جلیل القدر صحابی تھے ان کا نام بھی عبداللہ تھا جب ان کو خبر پہنچی کہ ان کے باپ نے ایسا ملعون کلمہ منہ سے نکالا ہے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے دروازے پر اپنے باپ کو پکڑا اور تلوار سونت لی اور مدینہ پاک جانے سے اس کو روک دیا اور کہا اے میرے باپ تو اقرار کر اللہ عزت والا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عزت والے ورنہ ابھی تیری گردن ماروں گا۔ چنانچہ ڈر کے مارے اسے یہ اقرار کرنا پڑا حضور علیہ السلام نے یہ واقعہ سن کر اس فرزند کو دعائیں دیں۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب باادب صحابہ میں پڑھیے۔

بے ادب قاری وامام

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک امام مسجد (قاری) کی گردن اڑا دی محض اس کے سورہ عبس کو نماز میں بار بار پڑھنے پر اور فرمایا کہ یہ بدنیت حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کے ارادہ سے پڑھتا ہے۔

(روح البیان)

گستاخ کے قتل پر خوشی

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوارج کی خبر دی ان میں ایک گستاخ کا اتہ پتہ دیا کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کی ایک بازو مثل عورت کی پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتی ہوگی وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا۔

ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے خود ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی علیؓ کے ساتھ تھا انہوں نے بعد فتح کے حکم کیا کہ اس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر حضرت نے کہی تھی چنانچہ جب اس کی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضرت نے کہی تھیں سب اس میں موجود تھیں جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسے قتل فرمایا تو بہت خوش ہوئے (تفصیل فقیر کی کتاب وہابی دیوبندی کی نشانی میں ہے) اس کے قسم کے بے شمار واقعات و روایات فقیر نے الاصابہ فی عقائد الصحابہ میں جمع کر دیئے ہیں۔

بے ادبی کی بربادیاں

ابولہب کی بربادی کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں اب بیوی اور بیٹوں کا حال ملاحظہ ہو۔

اُمّ جمیل

ابولہب کی بیوی "ام جمیل"، یہ مکہ کے مشہور رئیس اور سردار "حرب بن امیہ" کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھیں مگر اس بدنصیب کے دل و دماغ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض و عناد کا ایسا جنون پرور زہر بھرا ہوا تھا کہ یہ ایک رئیس کی بیٹی ایک رئیس کی بیوی، ایک سردار کی بہن اور انتہائی مالدار ہونے کے باوجود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا اٹھا کر لایا کرتی تھی تاکہ رحمت عالم کے پائے نازک میں یہ کانٹا چبھ جائے اور عرش مجید کی چوٹیوں کو سرفراز کرنے والے مقدس مقدم خون کی دھار سے لہولہان ہو جائیں اور متعصب ایسی کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں سرانجام دیتی کسی دوسرے کی مدد بھی اسے گوارہ نہ تھی۔ ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل دونوں کے سروں پر بدنصیبی کا ایسا بھوت سوار تھا کہ یہ دونوں رحمت عالم کی دشمنی اور ایذا رسانی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے ہوئے تھے۔

اور دن رات، صبح شام ان دونوں کا محبوب ترین مشغلہ یہی تھا کہ یہ دونوں طرح طرح سے خدا کے پیارے محبوب کو ایذائیں اور تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے۔

نمونۂ اذیت

سورۃ تبت کے نزول کے بعد ابولہب کی بیوی ام جمیل پر تو غصہ سے ایسا جنون سوار ہو گیا کہ وہ جوش اور طیش میں بھری ہوئی ایک بہت بڑا پتھر لے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لیے اٹھ کھڑی ہو گئی یہ وقت تھا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں اپنے یار غار صدیق جانثار کے ساتھ تشریف فرما تھے ام جمیل ہاتھ میں پتھر لیے ہوئے بڑبڑاتی ہوئی مسجد میں چکر لگاتی رہی لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس کو نظر ہی نہیں آئے جب اس کی نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑی تو دانت پیستے ہوئے چلا کر بولی کہ اے ابوبکر تمہارے ساتھی محمد نے ہماری ہجو کی ہے میں لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اگر میں اس کو یہاں پا جاتی تو میں اسی پتھر سے اس کا سر کچل دیتی اور اے ابوبکر سن لو کہ ہمارا یہ نعرہ ہے کہ۔

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا وَ اَمْرَهٗ اَبَيْنَا وَ دِيْنَهٗ قَلَيْنَا۔	یعنی ہم نے مذمم کی نافرمانی کی۔ اور ہم اس کے حکم کے منکر ہیں اور ہم اس کے دین کے دشمن ہیں۔

معاذ اللہ اس خبیثہ نے اپنی انتہائی کافرانہ خباثت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی "محمد" کو بگاڑ کر "مُذمّم" اور دین پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے انتہائی نفرت اور بیزاری ظاہر کرتے ہوئے اپنی دشمنی کا اعلان کیا تو اللہ نے ایسا سبھالا کہ پھر ایسی جرات کسی کو نہ ہو سکی۔

اُمِّ جمیل کی پھانسی

قرآن مجید میں اس خبیثہ کے متعلق فرمایا کہ حمالۃ الحطب فی جیدھا حبل من مسد۔

لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی اس کی گردن میں مونجھ کی رسّی ہوگی چنانچہ اللہ نے اسے بالآخر پھانسی لٹکا دیا کہ ایک دن وہ خبیثہ لکڑیوں کا گٹھا جو مونجھ کی رسّی سے بندھا ہوا تھا اور رسّی کا کچھ حصّہ اس کے گلے میں لپٹا ہوا تھا حسب عادت اپنے سر پر لیے ہوئے چلی جا رہی تھی کہ ناگہاں تھک کر ایک پتھر کی چٹان پر بیٹھ گئی۔ اتنے میں عذاب الٰہی کا ایک فرشتہ آیا اور اس گٹھے کو اس کے سر سے گرا دیا۔ اور ایک دم رسی سے اس کے گلے میں ایسی پھانسی لگ گئی کہ اس کا دم گھٹ گیا اور وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ (ابولہب کی بربادی پہلے بیان ہو چکی ہے۔

ابولہب اور اُمّ جمیل دوزخ میں

یہ تو دنیاوی عذاب تھا جو قہر الٰہی کی جہاں سوز بجلی بن کر ان دونوں دشمنانِ رسول کے سروں پر مُسلط ہو گیا اور دونوں کے خرمنِ زندگی اور متاعِ حیات کو انتہائی ذلت و خواری کے ساتھ سوختہ کر کے ان دونوں کو ہلاک و برباد کر دیا اور ان دونوں کی پیشانیوں پر خلق اور خالق کی لعنتوں سے ایک ایسا بدنما داغ لگ گیا۔ جو دنیا بھر کے سمندروں سے بھی نہیں دھل سکتا اور عالم اسلام کی تاریخ میں یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ وہ ابولہب اور اُمّ جمیل ہوں۔

لطیفہ

اتنا غیظ و غضب کے باوجود قبر میں پیر کی شب بھی نوازا جاتا ہے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہے تو بےادبی کی وجہ سے اگر کسی کو ناز و نعم سے نوازا جاتا ہے تو ادب کی برکت سے۔ مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "باادب بانصیب" میں پڑھیے۔

ابولہب کا مردود بیٹا

ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں رقیہ اور

ام کلثوم کی شادی ہوئی تھی جب حضور علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو ابولہب کے کہنے پر دونوں بیٹوں نے طلاق دے دی۔ عتیبہ نے اپنے خبث باطن کا کچھ زیادہ ہی مظاہرہ کہ اس ناپاک نے رخِ انور پر تھوکنے کی جسارت کی جو لوٹ کر اس کے قبیح منہ پر آ پڑی۔ حضور علیہ السلام کی زبان سے نکلا "الٰہی اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس ناہنجار پر مقرر فرما دے۔ چنانچہ ایک سفر میں ایک شیر نے اسے پھاڑ ڈالا مگر نہ اس کا ناپاک گوشت کھایا اور نہ خون پیا۔

واقعہ کی تفصیل

جب عتیبہ نے طلاق دی اور حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آکر نہایت گستاخی بےادبی اور نامناسب الفاظ بھی زبان سے نکالے۔ حضور علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ اپنے کتوں میں ایک کتا اس پر مسلط فرما۔ ابوطالب نے اسے کہا۔ اس کی بددعا سے تجھے خلاصی نہیں۔ چنانچہ عتیبہ ایک مرتبہ شام کے سفر میں جا رہا تھا۔ اس کا باپ ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی کے کہنے لگا کہ مجھے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بددعا کا فکر ہے۔ قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں۔ ایک منزل پر پہنچے وہاں شیر زیادہ تھے رات کو تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ بنا کر اس پر عتیبہ کو سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سوئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے اس کے بعد ایک زقند لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ گیا اور عتیبہ کا سر بدن سے جدا کر دیا۔

ابوجہل تباہ

ابوجہل کی نبوت دشمنی اور اس کی گستاخیاں سب کو معلوم ہیں اس کی تباہی بدر کی جنگ میں ہوئی۔ غزوہ بدر میں دو صغیر سن بچوں (معاذ اور معوذ) نے عہد کیا تھا کہ بدبخت جہاں نظر آئیگا اس کو مٹا دیں گے حضرت عبدالرحمان بن عوف کا بیان ہے کہ غزوہ بدر میں صف میں تھا کہ دفعتہً مجھ کو دائیں بائیں دو نوجوان نظر آئے ایک نے مجھ سے کان میں پوچھا کہ (چچا جان) ابوجہل کہاں ہے

میں نے کہا برادر زادہ ابوجہل کو پوچھ کر کیا کریگا بولا میں نے خدا سے عہد کر رکھا ہے کہ ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا اسے قتل کر کے چھوڑ دوں گا میں ابھی جواب نہیں دے پایا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی میرے کانوں میں یہی باتیں کہیں میں نے دونوں کو اشارے سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے بتانا تھا کہ دونوں باز کی طرح جھپٹے اور ابوجہل خاک پر تھا یہ جوان عفرا کے بیٹے تھے۔ غزوہ ختم ہونے پر حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ کوئی جاکر خبر لائے ابوجہل کا کیا انجام ہوا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (جو قد میں چھوٹے تھے) نے جاکر لاشوں میں دیکھا تو زخمی پڑا ہوا دم توڑ رہا تھا بولے تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو یہ فخر کی کیا بات ہے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی گردن پر پاؤں رکھا۔ اور چھلانگ لگا کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ ابوجہل نے کہا او بکری چرانے والے، دیکھ تو کہاں پاؤں رکھتا ہے۔ فرمایا کیا تو وقت بھول گیا جب میں بفرمان نبوی تیرے لیے وعید کی آیت لے کر تیرے پاس گیا تھا تو تو نے مجھے تھپڑ مارا تھا اور لاتوں سے خوب پیٹا تھا، اب تیری ذلت کا سامان میرے ہاتھوں ہی ہو گا۔ تاریخ طبری ج۱ ص۸۷ میں ہے ابوجہل نے پوچھا فتح کس کی ہوئی۔ میں (ابن مسعود) نے کہا اللہ اور اس کے رسول کی۔ ابوجہل کہنے لگا اپنے نبی سے کہنا کہ میں اپنے مذہب پر ابھی تک قائم ہوں اور تجھ پر ایمان نہیں لایا اور کہا کہ میرا سر گردن کے نچلے حصہ سے کاٹنا تاکہ قریش کے بقیہ سروں سے میرا سر اونچا دکھائی دے اور کہا کاش میرا سر کوئی ہاشمی جوان کاٹتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کا سر کاٹ کر اس کے ناک میں رسی ڈال کر اور پیشانی کے بل گھسیٹتے ہوئے حضور علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا۔

فائدہ

جب ابوجہل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حد سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کرنی شروع کی یہاں تک کہ اس نے یہ مصمم ارادہ

کیا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جس وقت سجدہ میں ہوں گے۔ تو میں ان کا سر جسم سے الگ کردوں گا تو غیرتِ الٰہی نے اس کو زیادہ مہلت نہ دی اور ارشاد فرمایا۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ یعنی اگر باز نہ آئے گا تو ہم ضرور گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر کیسی چوٹی۔ جھوٹی خطاکار۔

ابوجہل کو قبر کا عذاب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ بدر کے قبرستان سے میں گزرا تو ایک گڑھے سے ایک بوڑھے نے نکل کر کہا یا عبداللہ اسق۔ اے بندہ خدا مجھے پانی پلا اس کے پیچھے ایک نوجوان گرز لے کر نکل کر مجھے فرمایا لا تسقہ یا عبد اللہ اے بندۂ خدا اس کو پانی نہ پلانا۔ پھر اسی گرز سے اس بوڑھے کو مارتے ہوئے گڑھے میں دھنسا دیا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بوڑھا ابوجہل تھا اور وہ نوجوان فرشتہ تھا تو قیامت تک ابوجہل کو عذاب میں مبتلا کرنے پر مامور ہے (الحاوی للفتاوی وفتاوی حدیثیہ وغیرہما)

فوائد و عقائد ۱۔ گستاخ کا عذاب قبر و حشر میں سب سے زیادہ سخت ہے جیسے ابوجہل کا حال بتاتا ہے۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کوئی شے اوجھل نہیں اور قرب و بعد کی قیود سے آپ مستثنیٰ ہیں یہی علم غیب اور حاضر و ناظر کا عقیدہ ہے جو ہم اہلسنت کو وراثت میں نصیب ہے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سوال کیا جب کہ وہ واقعہ تو بدر میں دیکھ آئے جو مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کی جانب ڈیڑھ سو میل دور اور درمیان میں درجنوں پہاڑ حائل ہیں۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان عقائد کی توثیق فرمائی کہ عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما کے سوال پر تمام حال من وعن سنا دیا حالانکہ وہ بھی دنیوی عالم کا نہیں برزخی جہان کا تھا

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کا برا انجام

اسباب النزول میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے ایک فرعون قسم کے شخص کے ہاں کسی کو بھیج کر فرمایا اسے اسلام کی دعوت دو اس نے عرض کی حضور! بہت گندہ آدمی ہے وہ آپکی دعوت کو سن کر غلط قسم کا جواب دیگا آپ نے فرمایا تم جاکر میری طرف سے اسلام کی دعوت دے دو یہ اس کے ہاں گئے اور اسلام کی دعوت پیش کی اس نے کہا جس خدا تعالٰے کے لیے تم مجھے دعوت دیتے ہو وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یہ سن کر راوی واپس مڑے اور یہ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں فرماتے ہیں میں نے اس کا جواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اسے دعوت اسلام دو تو اس نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کر دیا آپ نے تیری بار فرمایا میں نے اسے تیری بار جاکر کہا کہ وہ حسبِ دستور وہی کلمات کہہ رہا تھا کہ ایک بادل اٹھا اور اس کے سر کے برابر اوپر کھڑا ہو گیا اور وہ گرجا تو اس سے ایک کڑک نیچے گری جو اس کی کھوپری کو جلا گئی اس پر یہ آیت اتری ویرسل الصواعق فیصیب بھا من یشاء وھم یجادلون فی اللہ وھو شدید المحال۔

(روح البیان)

اربد و عامر کا بد انجام

عامر بن الطفیل اور اربد بن قیس جو لبید بن ربیعہ الشاعر کا خیفی بھائی تھا) یہ دونوں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضری کے لیے آرہے تھے کہ کسی نے کہا حضرت! عامر بن الطفیل آپ

کے ہاں حاضری کے لیے آرہا ہے آپ نے فرمایا چھوڑیئے اگر اللہ تعالٰے اس کی ہدایت کا چاہے گا تو ہدایت پا جائیگا۔ عامر بن الطفیل آتے ہی حضور علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کی یا رسول اللہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرے لیے کیا عہد ہو گا آپنے فرمایا جیسے دوسرے مسلمانوں کے لیے ہو گا تیرے لیے بھی وہی اگر انہیں دکھ ہوں گے تو تجھے بھی اٹھانے پڑیں گے اس نے کہا آپ وعدہ فرمائیں کہ آپ کی فوتیدگی کے بعد بھی اس مسند کا مالک میں ہوں گا آپنے فرمایا یہ میرے بس میں نہیں بلکہ اللہ جیسے چاہے گا اس نے کہا میں اسلام لاتا ہوں آپ وعدہ فرمائیں میرے اسلام لانے کے بعد آپ کے ہاں شہریوں کی حکومت ہو گی اور میرے ہاں دیہاتوں کو آپ نے فرمایا یہ بھی منظور نہیں۔ اس نے کہا پھر مجھے ملیگا کیا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک گھوڑا دونگا جس پر تجھے کفار سے جنگ کرنی پڑیگی اس نے کہا یہ مجھے منظور نہیں روانگی کے وقت عامر بن الطفیل نے اربد سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتوں میں لگ جاؤں گا تم پیچھے ان پر تلوار چلا دینا اس طرح سے ان کو مار دیں گے۔ عامر حضور علیہ السلام سے محو گفتگو ہو گیا اور اربد نے حضور علیہ السلام کے پیچھے چھپ کر تلوار مارنے کا ارادہ کیا تو تلوار کا دستہ ذرگیا اس کے بعد پھر اسے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔ عامر اسے اشاروں سے بار بار کہتا لیکن وہ خاموش تھا لیکن کوشش میں لگا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ السلام نے ان دونوں کی کارروائی دیکھ کر فرمایا اللھم اکفنیھما بما شئت۔ اے اللہ ان دونوں سے میری کفایت فرما یہاں سے دونوں خائب و خاسر ہو کر لوٹے تو راستے میں اربد پر بجلی گری جس سے وہ مر گیا عامر واپس لوٹا اور عرض کی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو نے اپنے رب تعالٰے سے دعا مانگی ہے اس نے اربد کو مار ڈالا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مجھے خدا کی قسم میں تیرے لیے بہت بڑا لشکر لاتا ہوں جن میں ایک ہزار جنگی بڑے بالوں والے اور ایک ہزار نوجوان بے ریش

ہوں گے آپ نے فرمایا ان سے بھی مجھے میرا رب تعالیٰ بچائیگا اور اوس وخزرج کی مجھے حمایت ہوگی حضور علیہ السلام سے جھگڑ کر واپس گھر لوٹا کے گھر قیام کیا اور کہا کہ اگر ملک الموت نے مجھے فرصت دی تو کی قسم میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

صعوہ کا و با عقاب سازد جنگ ٭ دہد از خون خود پرش را رنگ

ترجمہ:۔ ممولہ اگر عقاب سے جنگ کرے تو اپنے پروں کو اپنے خون سے خود رنگ کرتا ہے۔ جب اللہ نے اسکا یہ حال دیکھا تو اس کے ہاں فرشتہ بھیجا جس نے اس پر اپنے پر مارے اور اس کے منہ پر مٹی ماری اسے گھٹنے پر بہت بڑی غدود نکلی جس کے درد سے سلولیہ گھر واپس لوٹا اور کہتا تھا کہ غدود اونٹ والی اور موت سلولیہ کے گھر نصیب ہوئی اور وہیں گھوڑے پر کھڑے فوت ہوا تو آیت سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ (الایۃ) نازل ہوئی۔

فائدہ سلولیہ سے وہ عورت مراد ہے جو قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی اور عرب میں یہ رذیل ترین قبیلہ سمجھا جاتا تھا

کسی شاعر نے ان کے حق میں کہا ہے۔

الی اللہ اشکوا اننی بت ظاھرا

الی خبال علی نعلی

فقلت اقطوھا بارک اللہ فیکمو

فانی کریم غیر مدخلھا رجلی

ترجمہ:۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے شکایت ہے کہ سونے سے پہلے میں پاک وصاف لیکن نے میرے جوتے پر پیشاب کر دیا میں نے کہا اسے کاٹو اللہ تعالیٰ

تمہیں برکت دے میں کریم ہوں ایسے جوتے میں میں اپنا پاؤں داخل نہیں کرونگا۔

فائدہ عامر کہتا تھا کہ میں دو بار خرابیوں میں مبتلا ہوا ان میں سے ہر ایک دوسری سے بدتر ہے۔

۱. مجھے غدود پیدا ہوئی جیسے اونٹ کو پیدا ہوتی ہے۔ غدۃ البعیر طاعون کا نام ہے کہ جس اونٹ کو لاحق ہوتا ہے تو پھر اس کا بچنا ناممکن ہو جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے اغد البعیر، یعنی وہ اونٹ غدود والا ہو گیا۔

۲. دوسری میری موت رذیل ترین قبیلہ عرب میں ہوئی۔

مور کے پاؤں مور جیسے حسن و جمال میں ضرب المثل ہے ایسے ہی پاؤں کی زشتی میں بھی ضرب المثل ہے اس کی وجہ قصص الانبیاء میں ہے کہ صورت طاؤس کی بھی بدل گئی۔ چنانچہ پاؤں تو اس کی بدصورتی میں ضرب المثل ہیں۔ اس واسطے حکم الٰہی ہوا قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی اترو بہشت سے طرف زمین کے اور آپس میں تم سب دشمن ایک دوسرے کے ہو۔ شیطان اور سانپ اور طاؤس روضہ جنت سے منزل دنیا دنی میں نہایت خواری اور ذلت سے پہنچے۔

بے ادبی دراصل مور سے اتنا بڑا کوئی گناہ نہ ہوا صرف اس نے ابلیس کو عداوت آدم علیہ السلام کی حمایت میں ایک مشورہ دیا وہ قصص الانبیاء میں ہے جب ابلیس راندہ درگاہ ہوا تو آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکلوانے کے لیے پہلے طاؤس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے یہ التماس تجھ سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بیٹھا کر بہشت میں پہنچا دے کہ میں اپنے دشمن سے بدلا لوں۔ طاؤس نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ بات تو سانپ سے کہئے تب شیطان سانپ کے پاس گیا اور سانپ کے بیان میں گزری۔

غیبی مقتول

ایک شخص حج کو روانہ ہوا بادشاہ کے ایک مصاحب نے کہا کہ جب مدینہ پہنچو تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا اسلام قبول ہو اور کہنا کہ میری حاضری صرف اس لیے نہیں ہو رہی کہ آپ نے ابو بکر وعمر کو ساتھ سلایا ہوا ہے۔ وہ شخص جب مدینہ طیبہ پہنچا تو شرم کے مارے کچھ نہ کہا ایک رات خواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے پیغام کیوں نہیں دیا عرض کی مجھے شرم آتی ہے آپ نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا اور ایک استرہ عطا کر کے فرمایا اسے ذبح کر دو میں نے اس کو ذبح کر دیا۔

جب وہ شخص واپس لوٹا تو اس کے متعلق سنا کہ وہ اچانک رات کو استرے سے ذبح کیا گیا۔ میں نے اپنا خواب بتایا تو بادشاہ نے مجھے بلا کر کہا کہ کیا اس استرہ کو پہچان لوگے میں نے کہا کیوں نہیں اس نے چند استرے تھال میں ڈال لے اور مجھے کہا کہ وہی استرہ اٹھاؤ جس سے تم نے اسے ذبح کیا تھا میں نے وہی استرہ اٹھایا بادشاہ نے کہا تم سچے ہو یہی استرہ اس کے بستر پر پڑا تھا۔ (اسالیب بدلیعہ)

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے گردن اڑا دی

ایک مردِ صالح باارادۂ حج روانہ ہوا جب وہ بغداد سے گزرا تو ایک زاہد کے پاس اس نے اپنا کچھ مال امانت رکھا۔ زاہد نے اس شخص سے کہا کہ جب تو مدینہ پہنچے تو نبی علیہ السلام سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ فلاں "زاہد" نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ کے پہلو میں دونوں سونے والے (ابو بکر وعمر) نہ ہوتے تو میں ہر سال آپ کی زیارت کیا کرتا جب وہ شخص مدینہ شریف پہنچا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے ہمراہ ابو بکر وعمر (رضی اللہ عنہما) بھی تھے حضور نے فرمایا اپنا پیغام پہنچا چنانچہ میں نے اپنا عرض کر دیا تو حضور نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اس شخص کو (زاہد) حاضر کرو حضرت علی نے اسے حاضر کیا تو حضور نے فرمایا اس کی گردن مار دو چنانچہ آپ نے اس کی گردن مار دی اور اس کے تین نقطے اڑ کر میرے کپڑے پر آ پڑے میں گھبرا کر جاگ اٹھا تو وہ نقطے میں نے اپنے کپڑے پر پائے جب میں بغداد واپس آیا تو ایک جوان مجھے اسی شخص (زاہد) ہمشکل میں نے اس کا حال پوچھا کہا وہ میرا باپ تھا گھر پر سو رہا تھا۔ ہم سب کے بیچ میں سے اس کو اٹھا لیا گیا۔ واللہ اعلم اس کے ساتھ کیا سلوک ہوا میں نے سارا حال سنایا سن کر رو دیا اور سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ کی دشمنی سے توبہ کی اور میرا مال مجھے واپس کر دیا۔

ذوالخویصرہ

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے وہاں ذوالخویصرہ بھی بیٹھا ہوا تھا محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جرأت کر کے کہا۔ یا رسول اللہ (اِتَّقِ اللّٰہ) اے خدا کے رسول خدا سے ڈر حضور علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا وہ مجلس سے اٹھ گیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَہٗ قَالَ لَا لَعَلَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ یُصَلِّیْ" فَقَالَ خَالِدٌ وَکَمْ مِنْ مُصَلٍّ یَقُوْلُ بِلِسَانِہٖ مَا لَیْسَ فِیْ قَلْبِہٖ۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر اجازت ہو تو میں اس خبیث کی گردن اڑا دوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہ نمازی آدمی ہے حضرت خالد نے عرض کی بہت سے بڑے نمازی ہوتے ہیں لیکن پکے بے ایمان ہوتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا میں ظاہر پر عمل کرتا ہوں کسی کے اندرونی حالات سے ہمارا واسطہ کیا جب ذوالخویصرہ مجلس سے دور نکلا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اَنَّہٗ یَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ ھٰذَا قَوْمٌ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ رَطْبًا لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ واظنہٗ وقال لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ۔ (رواہ البخاری ج۲ ص ۶۲۴)

فوائد اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن مجید کی تلاوت ایسے میٹھے لہجے میں پڑھیں گے کہ لوگ سن کر حیران ہوں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جو تیر کمان سے نکل جاتا ہے صحابی فرماتے ہیں میرے خیال میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اگر زمانہ نبوت میں ہوتے تو میں انہیں ثمود کی قوم کی طرح جنگ کرتا۔

۲۔ مسلم شریف کی روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے آپ اس ذوالخویصرہ کو فرمایا خِبْتَ وخَسِرْتَ اس کی گستاخی سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا عرض کی یا رسول اللہ ائذن لی فیہ اضرب عنقہ۔ اجازت دی جائے کہ میں اسکی گردن اڑا دوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یُحَقِّرُوْنَ صَلٰوتَکُمْ صَلٰوتِہِمْ مَعَ صَلٰوتِہِمْ وَصِیَامَکُمْ مَعَ (الحدیث)

یعنی جانے دو اس کے اور ساتھی بھی پیدا ہونگے ان کی نشانی یہ ہے کہ تم اپنی نماز روزے ان کے بالمقابل حقیر سمجھو گے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ ذوالخویصرہ نے حضور علیہ السلام کو صرف عدل وانصاف کی اپیل کی جو بظاہر ایک نیک عمل ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے ناراض ہو بیٹھے وہ کیوں صرف اس لیے کہ اس کی زبان پر نیکی کی تلقین تھی اور دل میں حضور کا بغض وتنقیص چھپائے ہوئے تھا ورنہ ناراضگی کا کیا معنی حالانکہ یہی بات انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی تقسیم مال پر کہی تھی چنانچہ بخاری شریف میں ہے تو ان سے بجائے ناراضگی کے ان کی دلجوئی فرمائی اور خصوصی توجہات کرم سے نوازا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے اندرونی اسرار ورموز سے واقف ہیں۔

۔ بلکہ معنوی اولاد کے ظہور کی خبر دی اور ان کی نشانیاں بھی جنہیں فقیر نے

"دیوبندی وہابی کی نشانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی میں تفصیل سے لکھ دی ہے۔

اسود بن مطلب یہ اور اس کے ساتھی جب کبھی آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھتے آنکھیں مٹکاتے آپ نے بددعا فرمائی کہ اے اللہ اسود کو اس طرح نہ چھوڑ کہ یہ آنکھیں مٹکا سکے۔ اسود ایک کیکر کے نیچے جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے لڑکوں کو آواز دی۔

مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ میری آنکھوں میں کوئی کانٹے چبھو رہا ہے۔

لڑکوں نے کہا ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا۔

اسود چلاتا ہے مجھے بچاؤ! میری آنکھوں میں کوئی کانٹا چبھو رہا ہے۔ یہ کہتے کہتے وہ اندھا ہو گیا۔

اسود بن عبد یغوث یہ حضور کی شان میں گستاخی کرتا تھا اسے اپنی عقل پر بڑا ناز تھا۔ سر میں پھوڑے اور پھنسیاں نکلیں اور اسی تکلیف میں مرا حارث بن قیس بھی سخت یاوہ گو تھا۔ ایسی بیماری ہوئی کہ منہ سے پاخانہ آتا تھا اور اسی بیماری میں فوت ہوا۔ تفصیل اس آیت کی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینے والوں کی ہلاکت اور تباہی کی تفصیلات حافظ ابن کثیر حضرت امام جلال الدین سیوطی، طبرانی اور بیہقی نے دی ہے۔

ابن ابی سرح اس عبداللہ ابن ابی سرح کو وحی لکھنے کی خدمت سپرد تھی اس پر کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ مرتد ہوا اور حضور علیہ السلام کو عیب لگانے لگا۔ جب وہ مر گیا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے قبر سے باہر نکال

کر پھینک دیا اس کے اقربا سمجھے کہ شاید اصحاب رسول نے اس کو نکال دیا ہے لہذا اور زیادہ گہرا گڑھا کھود کر دفن کیا مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا اور نکال باہر پھینکا غرض کئی بار دفن کیا مگر نعش باہر آگئی اور بارگاہ رسالت سے نکالا ہوا قبر سے بھی نکالا گیا۔

بے ادبی کا نمونہ

در اصل اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کی با کہ جب آپ پر سورۃ المؤمنین کے ابتدائی آیات نازل ہوتے تو اس کے منہ سے نکل گیا۔ فتبرك الله احسن الخالقين۔ اس کے یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید میں درج کرنے کا حکم فرمایا اس نے یہ گمان کیا کہ میری طرح حضور علیہ السلام کو قرآن کے آیات کا خیال آجاتا ہے لہٰذا یہ اللہ تعالےٰ کا کلام نہیں حضور علیہ السلام کو اس کی بکواس معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا ایسے ویسے ہی سزا ملی۔
فائدہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کفر ہے۔

گستاخوں کی صحبت سے نحوست

عن ابی الطفیل ان رجلا ولد له علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم فدعاله و اخذ ببشرة جبهته فقال بها هكذا وغمز جبهته ودعا له بالبركة قال فنبت شعرة فی جبهته كانها هلب فرس فشب الغلام فلما كان زمن الخوارج احبهم فسقطت الشعر عن جبهته فاخذ ابوه يقيده مخافة ان يلحق فيهم قال فدخلنا عليه فوعظناه وقلنا له فيما نقول الم تران بركة دعوة الرسول صلى الله عليه وسلم قد وقعت جبهتك فما زال بنا به حتى رجع عن رايهم فرد الله اليه الشعر بعد فی جبهته وتاب واصلح كذا فی مصنف ابن ابی شیبه۔

ترجمہ:۔ روایت ہے ابو طفیل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا حضرت نے اس کو دعا دی اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا اثر اس کا یہ ہوا کہ اس کی پیشانی پر خاص طور سے بال اگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ پہنچا اور ان سے اس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جو دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اس کو قید کر دیا کہ کہیں ان میں نہ مل جائے۔

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس گئے اسے وعظ و نصیحت کی اور کہا دیکھو تم جوان لوگوں کی طرف مائل ہوتے رسول اللہ علیہ وسلم کے دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جب تک اس نوجوان نے ان کی رائے پر رجوع نہ کیا ہم اس کے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب ان کی محبت اس کے دل سے جاتی رہی حق تعالےٰ نے وہی نشانی دست مبارک کی اس کی پیشانی میں پھر پیدا کر دی پھر تو اس نے بالکلیہ ان کے عقائد سے توبہ کی اور اچھی حالت پر ہو گیا

فوائد

جہاں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک اس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مقام بابرکت ہوتا ہے پھر یہ ضروری نہیں کہ وہ برکت ظاہر بھی ہو کیونکہ یہ قانون قدرت ہے کہ اسے کبھی ظاہر فرماتا ہے اور کبھی نہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ایسے آثار کے متلاشی رہتے تھے۔

۲۔ ایسے مقامات مشیت ربانی پر منحصر ہیں کیونکہ وہ جنہیں منتخب فرماتا ہے وہ بڑے بابرکت ہوتے ہیں جہاں ایسی خرابی ہوئی تو پھر وہ چھین بھی لیتا ہے تاکہ طالبان راہ حق کو عبرت ہو۔

۳۔ ایسے برکات کے مستحق صرف اہل حق ہی ہیں کیونکہ اہل باطل ہی اس استحقاق کے

اہل نہیں۔

۴۔ اس شخص میں ابھی گندے عقائد کی ہوا گی بھی پورے طور پر سرایت نہیں کر گئے تھے ورنہ مشکل تھا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا گندے عقائد جس کے دل میں اثر انداز ہو جاتے ہیں اس کا لوٹنا محال بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے یہی وجہ ہے کہ ہم بدمذاہب کے ساتھ بے مروتی کرتے ہیں اس لیے کہ ان سے ہم ناامید ہو چکے ہیں کیونکہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو حدیث کے خلاف لازم آتا ہے ہاں جو ابھی نووارد ہوتے ہیں ان کو واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں پھر اس کی قسمت جیسے اس نوجوان کے ساتھ ہوا۔

۵۔ بدمذاہب کی صحبت زہر قاتل سے بھی قاتل تر ہے اس لیے ان سے پرہیز کر رہنا ضروری اور لازم ہے۔

نبی علیہ السلام کے دشمن کا منہ ٹیڑھا

حضرت مولانا رومؒ رحمتہ اللہ علیہ ایک بے ادب کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

آن دہاں کثر کرد واز تسخر بخواند — محمد را دہانش کثر بماند

باز آمد کائے محمد عفو کن — ای ترا الطاف وعلم من لدن

من ترا افسوس میکردم زجہل — من بدم افسوس را منسوب واہل

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنہ پاکان بپرد

چوں خدا خواہد کہ بماں یاری کند — میل مارا جانب زاری کند

ور خدا خواہد کہ پردہ عیب کس — تم زند در عیب معیوبان نفس

مرحمت، فرمودہ سید عفو کرد — پس زجرآت توبہ کرد نردی زرد

ترجمہ: ایک آدمی نے تمسخر سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیا تو خدا نے فوراً اس کے منہ کو ٹیڑھا کر دیا وہ آدمی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے حضور معاف فرمائیں میں جہالت کی وجہ سے آپ پر تمسخر کرتا تھا حالانکہ میں ہی تمسخر کا منسوب اور اہل تھا رسول اکرم نے رحم کیا اور اس کو معاف کر دیا وہ آدمی حضور کے قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگی اور توبہ کی۔

مولانا روم فرماتے ہیں کہ جب خدا کسی آدمی کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو وہ آدمی خدا کے بندوں پر طعنے مارنے پر مائل ہو جاتا ہے اور اگر خدا کسی آدمی کا عیب چھپانا چاہتا ہے تو وہ عیب دار آدمیوں کے عیب نہیں کہتا جب خدا کسی آدمی کی مدد کرنا چاہتا ہے تو اس آدمی کا رجحان عجز و انکساری کی طرف کر دیتا ہے۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ ایک یہودی قوم کا ذکر فرماتے ہیں۔

بدبخت یہودی قوم

بود در انجیل نام مصطفےٰ — آں سر پیغمبراں بحر صفا

بود ذکر حلیہا و شکل رد — بود ذکر غزو د صوم واکل او

ترجمہ: انجیل میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تھا اور آپ کی شکل وصورت اور حلیہ پاک کا مفصل تذکرہ تھا۔ ایسے ہی آپ کے غزوہ اور روزے رکھنا، کھانا پینا وغیرہ۔

بے ادب اندھا

ایک شخص جب کبھی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک سنتا تو وہ درود پاک پڑھنے میں بخل کرتا تو اس کی زبان گونگی ہو گئی اور آنکھوں سے اندھا ہو گیا پھر وہ حمام کی نالی میں گر گیا اور پیاسا مر گیا

(سعادت الدارین ص ۱۴۴)

بے ادب ذلیل

ایک عالمِ دین نے کسی رئیس کے لیے جو کہ موطا شریف سے بڑی محبت کرتا تھا اس کے لیے موطا شریف کا ایک نسخہ تحریر کیا اور خوب اچھی طرح سے لکھا لیکن اس نے جہاں سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی آیا وہاں سے درود پاک حذف کر دیا اور اس کی جگہ صرف (ص) لکھ دیا لکھ لینے کے بعد جب اس رئیس کے ہاں پیش کیا تو وہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسے انعام واکرام دینے کا ارادہ کیا مگر اس نے انعام دینے سے پہلے اس کی اس خیانت کو دیکھ لیا دیکھنے کے بعد بجائے انعام کے اسے دھکے دے کر نکال دیا اور پھر وہ عالم دین کنگال ہو گیا اور ذلت کی موت مر گیا۔

(سعادۃ الدارین ص ۱۳۱)

بے ادب کو سزا

حضرت ابوزکریا عابدی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا مجھے ایک دوست نے بتایا کہ بصرہ میں ایک آدمی حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور قصداً حضور کے نام پر درود پاک لکھنا چھوڑ دیتا تھا کاغذ کی بچت کے لیے تو اس کے دائیں ہاتھ کو آکلہ کی بیماری لگ گئی اور وہ اسی کی درد میں مر گیا۔

(سعادۃ الدارین ص ۱۳۱)

بے ادب کا ہاتھ کٹ گیا

شفا الاسقام" میں ہے کہ ایک کاتب تھا، کتابت کرتے وقت جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوتا وہ اس کی جگہ صرف "صلعم" لکھتا تو اس کا مرنے سے پہلے ہاتھ کٹ گیا۔

(سعادۃ الدارین ص ۱۳۱)

بے ادب کی زبان کٹ گئی

ایک شخص حضور انور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صرف "صلعم" لکھتا تھا

اس کی موت سے پہلے زبان کاٹ دی گئی۔ (سعادۃ الدارین ص ۱۳۱)

بے ادب پر فالج کا حملہ

ایک شخص حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھا کرتا تھا تو اس کے جسم کا ایک حصہ مارا گیا اور وہ مفلوج ہو کر مر گیا۔ (سعادۃ الدارین ص ۱۳۱)

بے ادب کنگال ہو گیا

ایک شخص یونہی کرتا تھا تو وہ آنکھ سے اندھا ہو گیا حتیٰ کہ وہ بازاروں میں گھومتا اور لوگوں سے مانگتا پھرتا تھا۔

(سعادۃ الدارین ص ۱۳۱)

ادھورا درود لکھنے والے کا ہاتھ گل گیا

حضرت ابوزکریا رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور کاغذ کی بچت کرتے ہوئے حضور سرور صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتا تھا اس بے ادبی پر اس کے ہاتھ پر زخم آکلہ ہو گیا جس سے وہ گل گیا۔

ف:۔ اس بدبخت کو کیا سزا ملے گی جو حضور علیہ السلام کا اسم مبارک سن کر درود پڑھتا نہیں یا تمام لکھ کر مکمل درود لکھتا بلکہ صلعم .ص.ع کا نشان لگاتا ہے اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "کراہتہ صلعم" میں مطالعہ کیجئے۔

عصائے نبوی کی بے ادبی کی سزا

حضرت قاضی عیاض شفا ص ۴۹ ج ۲ میں لکھتے ہیں کہ

حُکِیَ اَنَّ جهجاه الغفاری اَخَذَ قَضِیْبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ یَدِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَنَاوَلَهٗ لِیَکْسِرَهٗ عَلٰی رُکْبَتِهٖ

؎ صرف صلعم یا صلم لکھتا تھا ۱۲

فَصَاحَ بِہِ النَّاسُ ــــ فَاَخَذَتْہُ الْاَکِلَۃُ فِیْ رُکْبَتِہٖ فَقَطَعَہَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ۔

جہجاہ غفاری نے امیر عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کا عصا لے کر گھٹنوں پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں تو اتنی بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہوگیا اس نے گھٹنہ کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے پہلے مرگیا اور نہ صرف آکلہ ناسور بیماری تھی بلکہ ناسور کے ساتھ کیڑے بھی پڑ گئے۔

جہجاہ الغفاری

اصل واقعہ یوں ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو اس بدبخت نے آپ سے یہی عصائے نبوی چھین کر توڑا اور امیر المومنین سیدنا عثمان کو منبر نبوی سے نیچے اتار دیا۔

فوائد

۱۔ یہ جہجاہ ان باغیوں میں سے تھا جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خلاف تھے۔

۲۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عصا مبارک کی عظمت صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کتنا ارفع تھی کہ اس کی بے ادبی دیکھ کر چیخ پڑے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر محبوب شے سے اللہ کے نزدیک بلند قدر ہے کہ اس کی معمولی سی بے ادبی اور گستاخی پر سخت سے سخت عذاب میں مبتلا فرماتا ہے۔ دنیا میں یا آخرت میں۔

لیلیٰ بنت خطیم

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک طرف پیٹھ کئے بیٹھے تھے اس عورت نے آپکے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا آپ نے فرمایا کون ہے اسے شیر کھائے۔

چنانچہ ایک دن یہ عورت مدینہ پاک کے کسی باغ میں غسل کر رہی تھی اس پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اور اس کے جسم کا کچھ حصہ کھا گیا اسے بھیڑیئے سے چھڑا لیا گیا لیکن وہ

جانبر نہ ہوسکی اسی حالت میں فوت ہوگئی۔ (الطبقات بن سعد حصہ ہشتم)

فائدہ:۔ لیلیٰ کو یہ سزا صرف گستاخی کی ملی۔ اس نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عامیانہ برتاؤ کیا۔

ہاتھ سوکھ گیا

امام بخاری تاریخ میں حضرت محمد بن سیرینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

طواف کعبہ کے دوران میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ پر جب کہ نعش گھر میں چارپائی پر رکھی تھی چپت ماری تھی۔ اس کا وہ ہاتھ سوکھ گیا تھا۔ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں میں نے اس کا ہاتھ دیکھا اس کا ہاتھ بری طرح سوکھ گیا تھا۔ کانہا عود گویا کہ لکڑی ہے۔

فائدہ

بے ادبی کی سزا ضروری ہے دنیا میں یا پھر آخرت میں وہ نیکی بھی کسی کام کی نہیں جس میں ادب نہ ہو دیکھئے عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بے ادب طواف کی دولت بھی حاصل کر رہا ہے لیکن سزا یافتہ بھی ہے۔

پشتوں تک سزا

امام احمد قسطلانی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں کہ جس نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید کیے اس کے دانت گر گئے اور پھر پشتوں تک اس کی اولاد دانتوں کی دولت سے محروم رہی۔ (مواہب لدنیہ)

سچ فرمایا مولانا رومی نے

بے ادب نہ تنہا خود را داشت بد ❁ بلکہ آتش در آفاق زد

علامہ کاظمی کے مباہلے سے ایک غیر مقلد بری موت مرا

جب حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ ملتان میں تشریف لاتے اور حضرت چپ شاہ صاحب

مرحوم کی مسجد میں درس حدیث شریف شروع کیا تو آپ کے حلقہ درس میں ایک حاجی محمد ابراہیم کمپنی والے بھی نہ صرف حلقہ درس میں شریک ہوتے بلکہ عقیدتمندوں میں شامل تھے لیکن تھے مولوی عبدالعزیز غیر مقلد گوجرانوالہ کے مرید۔ اسے جب معلوم ہوا کہ اس کا مرید علامہ کاظمی صاحب کا درس سنتا ہے تو آگ بگولہ ہو گیا اور اپنے ہم خیال مولویوں کو اکٹھا کیا اس میں طے کیا کہ علامہ کاظمی صاحب سے مناظرہ طے کیا جائے چنانچہ حاجی محمد ابراہیم کمپنی والے کے گھر علامہ صاحب کو بلایا گیا علم غیب پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ حضرت علامہ کاظمی نے اپنے دعویٰ میں مشکوٰۃ شریف کا حوالہ دیا۔ غیر مقلد نے حسب عادت کہا کہ مشکوٰۃ بے سند کتاب ہے میں اسے نہیں مانتا۔ ترمذی کا حوالہ دیا۔ غیر مقلد نے غصہ میں آکر کتاب کو پھینک دیا حضرت علامہ کاظمی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا تو گستاخ اور بے ادب ہے اب میں تم سے مناظرہ نہیں مباہلہ کروں گا چنانچہ دونوں نے یہ الفاظ کہے اگر میرا مقابل حق پر نہ ہو اور باطل پر ہو تو میرا مقابل خدا کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے مباہلہ کے بعد آپ وہاں سے واپس تشریف لائے مولوی عبدالعزیز جب گوجرانوالہ پہنچے اور صبح کو نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دینے کے لیے بیٹھے اور بولنا چاہا تو الفاظ منہ سے نہ نکلے زبان باہر نکل آئی۔ کافی دنوں تک علاج کی کوشش کی گئی لیکن ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر کوئی مرض ہو تو اس کا علاج کیا جائے یہ تو عذاب الٰہی ہے بالآخر وہ سال پورا ہونے سے پہلے ہی عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا۔

(مقالات کاظمی) صفہ۲ جز۱

فائدہ بدبخت وہابی کو مباہلہ کی سزا موت کی صورت میں ملنی تھی لیکن اس نے جو حدیث کی کتاب ترمذ شریف کی بے ادبی گستاخی کی وجہ سے فالج کے رنگ میں ملی اور ایسی عبرتیں ہزاروں دنیا میں واقع ہو رہی ہیں لیکن ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے ایسے واقعات لوگ دیکھتے بھی ہیں لیکن پھر بھی توفیق کی توبہ سے محروم رہتے ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کا گھر جل گیا

مدینہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہ سنتا تو یہ کہتا کہ خدا کرے جھوٹا جل جائے ایک رات کو ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل وعیال سو رہے تھے۔ ایک خادم گھر میں آگ لیکر آگیا ایک چنگاری گر پڑی اور ایسی آگ گھر میں لگی کہ وہ اور اس کا گھر اور اسکے گھر والے سب جل گئے۔

"کمالین حاشیہ جلالین" اور مخالفین کے حکیم الامتہ کی تفسیر بیان القرآن میں بھی یہی واقعہ تحت آیت واذا ناديتم الى الصلوٰة الخ موجود ہے۔

انگریزوں کی دشمنی

مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے انگریز مستری بھی لگائے کسی مستری نے شرارت کرتے ہوئے قبلہ کی جانب میں پانچ دریچوں اور صحن میں خنزیر کی تصویر بنادی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس نامراد کا سر قلم کر دیا

(مدینتہ الرسول ص۲۰۳)

عقبہ بن معیط

یہ سفر کی واپسی پر دعوت عام کرتا اس میں اہل مکہ شریک ہوتے یہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا اور آپ کی باتیں پسند کرتا ایک دفعہ سفر سے واپس آیا حسب دستور اہل مکہ کو دعوت کی اس میں حضور علیہ السلام کو بھی دعوت دی آپ نے فرمایا جب تک تو مشرف باسلام نہ ہو گا تیری دعوت قبول نہیں اس نے کلمہ اسلام پڑھ لیا اور اعلان کر دیا۔ ابی بن خلف کی دوستی تھی کہا سنا ہے تو مسلمان ہو گیا ہے اس نے کہا نہیں میں نے محض ایک غرض کے لیے اسلام کا اظہار کیا ہے۔ ابی کہنے لگا، میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک تو اس کے پاس جا کر ایسی ایسی گستاخیاں نہ کرے۔ عقبہ اپنے دوست کو خوش کرنے کے

لیے حضور ﷺ کے پاس گیا اور وہ ساری گستاخیاں کیں جن کی فرمائش ان کے یار نے کی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے رخِ انور پر تھوک دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی تھوک کو آگ کا انگار بنا کر لوٹایا اور اس کے منہ دے مارا جس سے اس کا منہ جل گیا اور مرتے وقت تک گالوں پر داغ رہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب سرزمین مکہ سے باہر تیری ملاقات ہوگی تو علوت راسِكَ بالصيف تیرا سر تلوار سے اڑادوں گا یہ بات اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہوگئی کئی سال بعد جب اہل مکہ بدر کی طرف جانے لگے تو اس نے پہلوتہی کرنا چاہی، اور کہا کہ تم کو معلوم ہے اس شخص نے مجھے جو دھمکی دی تھی اور جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے۔ مجھے یہیں رہنے دو۔ انہوں نے کہا کہ تم بھی عجیب آدمی ہو۔ پہلے تو اس کے غالب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر بالفرض محال کوئی ایسی صورت پیش آ بھی گئی تو تمہارے پاس تیرا تیز رفتار سرخ اونٹ ہے اس پر سوار ہو کر نکل پڑنا چنانچہ اسے اپنی بدبختی لے گئی کفر کو شکست ہوئی اور یہ اپنے اونٹ کو لے کر بھاگا لیکن وادیوں کے پیچ وخم میں الجھ کر رہ گیا اور گرفتار کرلیا گیا۔ چنانچہ حضور ﷺ کے حکم سے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کردیا قیامت کے روز یہ جب قبر سے اٹھے گا تو اس کی حسرت وندامت کی یہ حالت ہوگی جو اس آیت مذکورہ میں ہے يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۔القرآن۔

ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو دوست اپنا۔ (مدارج النبوۃ)

ابی بن خلف

حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تیرا قاتل میں ہوں گا۔ یہ خوف اس کے دل میں یقین کے ساتھ بیٹھ گیا تھا لہٰذا قریش مکہ سے خروج کے وقت احد کی جانب وہ آنا نہ چاہتا تھا کہ کہیں وہ مارا نہ جائے ابوسفیان اسے اصرار کر کے لایا تھا اس کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسیرانِ

بدر میں شامل تھا۔ جب اس کا فدیہ قبول کیا گیا تو اس نے مکہ جانے کی اجازت پائی تاکہ وہ فدیہ ادا کرے۔ اس بے حیا نے لوٹتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بکواس کی کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میرا ایک گھوڑا ہے میں اسے خوب دانہ پانی دوں گا تاکہ فربہ ہو جائے۔ پھر اس گھوڑے پر سوار ہو کر آپ سے جنگ کروں گا اور آپ کو خاک بدہن قتل کردوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بلکہ اس گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت میں ہی میں تجھے قتل کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ علماء فرماتے ہیں کہ بدترین خلق اور بدترین مخلوق وہ ہے جسے حضور قتل کریں۔

روزِ احد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ابی بن خلف سے ہوشیار رہو کیونکہ یہ ناخلف، بے خبری میں پیچھے سے نہ آجائے۔ اگر تمہیں وہ نظر آجائے تو مجھے بتا دینا۔ اچانک جنگ کے آخر میں وہ اپنے گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جب اس کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو اس نے نالائقی کی باتیں کہنی شروع کردیں۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ابی کے ہاتھ سے نہ بچ سکیں گے۔ اگر آج آپ میرے ہاتھ سے بچ گئے تو......" یہ کتنا بے حیا اور بے شرم تھا کہ باوجود اس اعتقاد کے خود حضور علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جانے گا پھر بھی اُف نہ کرتا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اشارہ فرمائیے ہم اس پر حملہ کریں اور اسے دوزخ میں پہنچائیں" جب یہ ملعون قریب پہنچا حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس قریب ہی کھڑے تھے حضور علیہ السلام نے ان سے نیزہ لیا ایک روایت میں ہے کہ حارث بن الصمہ سے نیزہ لیا اور ابی کی طرف پھینکا یہ اس شقی کی گردن پر پڑا اسی وقت اس نے اپنے گھوڑے کی لگام پھیری اور اپنی قوم سے مل گیا اور خود کو گھوڑے سے گرادیا۔ اور گائے بیلوں کی مانند ڈکرانے لگا۔ اس کی قوم نے اس سے کہا۔ تیرا زخم تو ایک معمولی سی خراش سے زیادہ نہیں۔ اتنی چیخ وپکار اور واویلا کیوں کرتا ہے۔ اس

نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ یہ زخم کس کی مار کا ہے۔ میں واقف ہوں کہ اس زخم سے میری جان نہ بچ سکے گی۔ اگر یہ زخم جو مجھے اکیلے کو لگا ہے تمام حجاز والوں کو لگ جائے تو وہ یکبارگی سب کے سب مر جائیں اس لیے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے منہ پر کھجور کی گٹھلی بھی مار دیتے تو بھی میں مارا جاتا۔ وہ یونہی چیختا چلاتا رہا۔ پھر وہ ملعون مشرکوں کے مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے مرالظہران میں جو مکہ سے ایک منزل پر ہے واصل جہنم ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ صہ ۲۲۵ ج ۲)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دشمن ذلیل

ابن کثیر لکھتا ہے کہ کسی نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت عثمان و علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما بر پانچوں صحابی بیٹھے ہوئے ہیں اتنے میں ایک آدمی آ گیا جس کا نام راشد الکندی تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر کہنے لگا یا حضرت! میں انہیں تو کچھ نہیں کہتا بلکہ میں تو معاویہ کو کم و بیش کہا کرتا ہوں آپ نے فرمایا بربادی ہو تیرے لیے کیا۔ میرا صحابی نہیں ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی آپ نے ایک لوہے کا ڈنڈا اٹھا کر حضرت معاویہ کو دیا اور فرمایا اسے پیچھے کی طرف سے مارو۔ حضرت امیر معاویہ نے اسے مارا تو میری نیند کھل گئی جب صبح ہوئی تو میں نے سنا کہ رات کو وہ کسی اچانک موت مر گیا۔

(البدایہ والنہایہ صہ ۱۳۹ ج ۸)

کسریٰ کا انجام برباد

احادیث میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں مختلف بادشاہوں کو خط لکھا تو اس وقت کے ایران کے بادشاہ کسریٰ کو بھی خط لکھا جو اس نے پھاڑ دیا۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا۔ مزق کتابی مزق اللہ ملکہ اس بدبخت نے میرا خط پھاڑا حق تعالےٰ نے اس کی شاہی کے ٹکڑے کر دیئے پھر اس نے یمن کے حاکم

(گورنر) باذان نامی کو خط لکھا کہ اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجو! باذان سمجھدار آدمی تھا اس نے وہی خط مع دو معتمد آدمی حضور سرور عالم کی خدمت میں بھیج کر لکھا کہ آپ پرویز کے ہاں پہنچیں۔ جب یہ قاصد حضور علیہ السلام کے ہاں پہنچے تو آپ نے ان کے خط کا مضمون سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج آرام کریں اور کل مجھ سے خط کا جواب لینا حسب الحکم یہ دونوں کل حاضر ہوتے تو حضور پاک نے فرمایا اپنے ہ حب یعنی باذان کو کہنا کہ میرے رب کریم نے تیرے شہنشاہ کا بوجھ اتار دیا ہے یعنی بادشاہ قتل کر دیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا گیا ہے یہاں تک کہ اس کا پیٹ چاک کر دیا گیا یہ واقعہ منگل کی رات دس تاریخ سنہ ھ کا تھا۔

باذان کو واپسی اطلاع ملی اور اسی دوران شیرویہ بن پرویز کا خط باذان کو پہنچا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے باپ کو قتل کر دیا ہے اب تم اس شخص کو کچھ نہ کہنا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس کی گرفتاری کا حکم میرے باپ نے کیا تھا باذان نے جب دونوں خبریں سنیں تو فوراً مسلمان ہو گیا اور ایران کی سلطنت کا جو حشر تا حال ہو رہا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

دو فرنگیوں کا گنبد خضریٰ میں سرنگ لگانا

صلیبی جنگ کے دوران ۵۵ ھ میں جب بیت المقدس کے دروازہ پر مسلمانوں اور نصرانیوں کے خون سے زمین رنگین ہو رہی تھی تو اہل صلیب نے قدس شریف کے قبضہ کے بعد یہ ارادہ (بھی) کیا کہ کسی تدبیر سے روضہ نبوی سے آپ کا جسد مبارک کو وہاں سے نکال لے جائیں۔ چنانچہ سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں دو فرنگی اس کام کے لیے منتخب کئے گئے اور ایک بڑا انعام ان کے لیے مقرر کیا گیا یہ دونوں رومی عیسائی تھے مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ میں داخل

داخل ہوئے اور وہاں حجرہ مبارک کے قریب ایک مکان میں قیام کیا یہ لوگ دن کو روضہ اقدس میں نماز پڑھتے تھے لوگوں کو صدقات دیتے تھے اور رات بھر سرنگ کھودتے تھے جب چند دن کے بعد سرنگ مکمل ہوگئی تو ایک رات سلطان نورالدین نے خواب دیکھا کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو گورے آدمیوں کی طرف اشارہ کرکے فرما رہے ہیں کہ یہ دونوں گنتے مجھے ستا رہے ہیں اور تو خبر نہیں لیتا۔

چنانچہ سلطان اپنے وزیر جمال الدین موصلی اور بیس سواروں کو لے کر فوراً مدینہ پہنچا اور تحقیق کرنے کے بعد ان دونوں کو گرفتار کیا اور انہیں وہیں تہ تیغ کر دیا اور ان کی لاشوں کو جلا ڈالا بعض نے یہ بھی بیان کیا کہ نورالدین شہید نے روضہ مبارک کے چاروں طرف سطح آب تک خندق کھدوا کر اس میں سیسہ گلوا دیا تاکہ پھر کوئی شخص ایسی جرات نہ کر سکے۔

اصل عبارت کے لیے دیکھو جذب القلوب مطبوعہ نولکشور صہ ۱۲۴، ۱۲۵۔ بعد ازاں اس واقعہ کی صحت کے متعلق حضرت شیخ اسی جذب القلوب میں دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

"وایں قصہ را جمیع مورخاں مدینہ منورہ و مثل شیخ جمال الدین مطری و مجد الدین فیروز آبادی و غیرہ ایشاں از علمائے اعلام ذکر کردہ اند و تصحیح نمودہ اند (جذب القلوب صہ ۲۰۶)

ترجمہ: مدینہ منورہ کے تمام مؤرخین نے اس قصہ کو مثل شیخ جمال الدین مطری اور مجد دی فیروز آبادی نیز بڑے بڑے علماء نے ذکر کیا ہے اور تصدیق بھی کی ہے۔

درحقیقت اس واقعہ کا ذکر علامہ جمال الدین مطری نے سب سے پہلے اپنی کتاب میں کیا ہے اس نے اس واقعہ کو مدینہ منورہ کے اکثر باشندوں سے سنا اور یعقوب بن ابی بکر سے خصوصاً سنا جسے روایت کے طور پر اپنے باپ سے پہنچا تھا اس کے بعد علامہ امام جمال ابن بخار کی کتاب الدرۃ الثمینۃ فی اخبار المدینہ کی تلخیص تھی۔ چنانچہ اس نے بھی علامہ مطری کے حوالہ سے اس قصہ کو ذکر کیا ہے علامہ جمال الدین الاستوی نے بھی اپنے رسالہ میں

بھی اس واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ امام المحققین سید المؤرخین علامہ امام سید شریف علی نورالدین سمہودی علیہ الرحمتہ نے اس واقعہ کو اپنی مشہور و معروف کتاب خلاصۃ الوفاء فی اخبار دارالمصطفےٰ میں روایت کیا ہے علامہ امام برزنجی نے اپنی کتاب نزہتہ الناظرین فی مسجد سید الاولین والآخرین" میں جو ۱۲۸۶ھ کی تالیف ہے اس قصہ کو شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے اور اس قصہ کو ہونے والے مؤرخین کے اختلافات کو ہر ممکن تاویل سے رفع کیا ہے اور ان کو باہم ملا کر ایک مسلسل واقعہ کی صورت میں مرتکب کیا ہے۔

منکرین حدیث کے عالم و پیشوا مولوی اسلم جیراجپوری کا حوالہ بھی مفید ثابت ہوگا (مقالات اسلم صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ و نشر کردہ از امداد صابری چوڑی والان دہلی ملاحظہ ہو) اس واقعہ کے حوالہ اس لیے دیئے گئے ہیں کہ رسوائے زمانہ علامہ الدہر نیاز شکست پوری المعروف بہ علامہ نیاز فتحپوری نے اپریل ۵۰ کے نگار ماہنامہ میں اس واقعہ کی صحت کا کھلے لفظوں میں انکار کیا ہے اس واقعہ کو ہم نے مزید تبصرہ کے ساتھ اپنی کتاب (تبلیغی جماعت کے کارنامے) میں لکھا ہے۔

مصری زندیقوں کا واقعہ زہر گداز

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن النجار رحمتہ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے کہ بعضے زندیق جو بعض امراء عبیدیہ میں یہی مصر کے حاکم تھے اور حرمین شریفین کی ولایت بھی انہیں کے قبضہ تصرف میں تھی ان بدبختوں کی حالت تاریخ دانوں پر واضح ہے اس وقت خلفائے فاطمیہ میں سے خلیفہ حاکم بامر اللہ حکمران تھا جس کی تاریخ سفاکیت اور طاغونیت کا ایک عبرت انگیز افسانہ ہے۔ مؤرخین نے اسے مصر کا فرعون ثانی لکھا ہے کیونکہ اس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

عرض کیا کہ یہ زندیق چاہتا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی نعشوں کو مدینہ منورہ سے مصر میں منتقل کرالے تاکہ اس کا پایۂ تخت مقبول عام اور زیارت گاہ خاص و عام بن جائے۔ اس کام کے لیے اس نے اپنے ایک درباری ابوالفتوح کو مدینہ میں بھیجا اہل مدینہ مضطر و بیقرار ہو کر اس کے پاس جمع ہوئے اور اس کو اس کام سے باز رکھنے کے لیے منت سماجت کی لیکن شاہی حکم تھا وہ اس پر مصر رہا۔ اس مجمع میں ایک قاری زلبانی نامی تھا اس نے قرآن کی آیت سنائی۔

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ اتخشونھم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مؤمنین۔

ترجمہ: تم ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا انہوں نے تمہارے ساتھ پہلے چھیڑ چھاڑ شروع کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو بس اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

اس کے سننے کے بعد مجمع میں اس قدر جوش پیدا ہو گیا کہ اگر وہ مصری حکومت کے ماتحت نہ ہوتے تو یقیناً ابوالفتح کو مار ڈالتے اس سے اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ وہ کس قدر سخت مہم پر بھیجا گیا ہے کیونکہ جب ابھی سے یہ حالت ہے تو جب قبر کھدنی شروع ہوگی اس وقت کیا ہوگا اس لیے ڈر گیا اسی روز شام کے وقت ایک نہایت خطرناک آندھی آئی جس کو لوگوں نے اس ناپاک ارادے کی نحوست قرار دیا ابوالفتوح ان سب باتوں سے مرعوب ہو کر واپس چلا گیا اور حاکم بامر اللہ کو اس فعل شنیع سے ڈرایا مگر ابن سعدون نے لکھا کہ عوام نے اسے قتل کر دیا۔

ملحدوں کے واقعہ خسف

حضرت الشیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا۔
واز عرب وغرائب قصیہ خسف بعضے ملاحدہ است

و ہو اہذا"

یعنی اور عجیب وغریب واقعات میں واقعہ خسف بعضے ملحدوں کا ہے۔

محب طبری ریاض نضرۃ میں بیان کرتے کہ حلب کے ملحدین کی ایک جماعت مدینہ کے امیر کے پاس آئی اور بہت ساماں اور زیادہ تحفے پیش کئے تاکہ حجرہ شریفہ میں سے ایک طرف کھول کر ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو لے جائیں امیر مدینہ نے بوجہ بد مذہبی اور محبت دنیا کے اس بات کو قبول کیا اور ان لوگوں کو اس بات کی اجازت دے دی۔ حرم شریف کے دربان سے کہا کہ جب یہ جماعت آئے حرم کا دروازہ ان کے لیے کھول دینا۔ اور جو کام کہ یہ لوگ اس میں کرنا چاہیں، منع نہ کرنا۔ دربان کا بیان ہے کہ جب نماز عشاء ہو چکی اور سب دروازے بند کر دیئے گئے۔ چالیس آدمی پھوڑے اور کدال، شمع اور گرانے اور کھودنے کے اوزار لے کر آئے اور باب السلام پر کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے امیر کے حکم سے دروازہ کھول دیا اور ایک گوشہ میں جاکر بیٹھ گیا میں روتا تھا اور یہ خیال کرتا تھا کہ کب قیامت قائم ہوگی۔ سبحان اللہ! ابھی یہ لوگ منبر شریف کے مقابل نہیں پہنچے تھے کہ ان سب کو مع اسباب وآلات کے جوان کے ساتھ تھا اس ستون کے نزدیک جو زیادتی عثمان کے قریب ہے زمین نے نگل لیا امیر مدینہ منتظر تھا کہ اس تاخیر کا سبب کیا ہے مجھ کو بلایا اور کہا کہ قوم کا کیا حال ہے میں نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ دیا کہ ایسا واقعہ پیش آیا۔ امیر نے کہا کہ دیوانہ ہے سمجھ کر کہہ میں نے کہا کہ آپ خود تشریف لے چلیں اور دیکھیں کہ اب تک خسف کا اثر اور بعضے کپڑے جوان پر تھے باقی ہیں۔

فائدہ

طبری اس قصہ کی نسبت اس ثقہ لوگوں کی طرف کرتے ہیں جو سچائی اور دیانت میں مشہور ہیں۔ چنانچہ مدینہ کے بعض مورخین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے چنانچہ تاریخ سمہودی میں بھی مذکور ہے۔ (جذب القلوب ۱۲۶ - ۱۲۷)

فوائد مزید

پہلے واقعہ سے ثابت ہے کہ نصاری بھی حضور کو حیات النبی سمجھتے ہیں ورنہ اس قدر زر کثیر جسم اطہر کو نکلوانے میں کیوں خرچ کرتے۔ دوسرے واقعہ سے ظاہر ہے کہ مصر کا فرعون ثانی اور اس کے دوسرے ساتھی باوجود دعوی خدائی اور زندیق ہونے کے حضور کی حیات مع الجسم کے قائل تھے ورنہ ابوالفتوح کو نہ بھیجتے۔ تیسرے واقعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حلب کے ملحد نہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو باوجود اپنی عداوت قلبی کے زندہ سمجھتے ہیں یہاں سے ملحدین کے عقائد کا تضاد و نفاق ثابت ہو گیا۔

ایک طرف تو شیخین کو مومن ہی نہیں مانتے دوسرے طرف انہیں زندہ سمجھتے ہیں مثل شہدار کاملین کے ورنہ انہیں روضۂ اقدس سے نکالنے کی ناکام کوشش ہی کیوں کرتے۔

؎ بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت

کوڑھ میں مبتلا ہو کر مرا

جناب طبری مرحوم لکھتے ہیں کہ حاکم مدینہ کو (جس نے لالچ میں پھنس کر اس بے ادبی کی اجازت دی تھی کوڑھ کے مرض نے گھیرا جس کی وجہ سے اس کے جسم سے گوشت گرتا تھا یہاں تک کہ وہ بری موت مرا۔ (الکبری للشعرانی ص۱ ج ۲ وسعادۃ الدارین ص۱۵۵)

بے ادب

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب آتش نمرود میں ڈالا گیا۔ اور آپ فلک بوس آتش میں خندہ پیشانی سے کود پڑے تاکہ رضائے خدا میں تاخیر اور کوتاہی نہ ہو۔ ایک چھپکلی دوڑی چخنہ کے پاس آئی اور زور زور سے چخنہ کو پھونکنے لگی۔ پوچھا گیا یہ تو کیا کر رہی ہے قوت گویائی عطا ہونے پر بولی۔ میں نے منت مانی تھی کہ جب ابراہیم آتش نمرود میں ڈالے جائیں گے۔ میں اس آگ کو پھونکوں سے بھڑکاؤں گی تاکہ ابراہیم کو زیادہ تکلیف اور ایذا پہنچے

اسی دوران میں ایک بلبل بھی آگئی۔ دریا سے اپنی چونچ پانی کی بھر کر مین چخنہ کے اوپر آکر پانی کے قطرے آتش نمرود میں ڈالنے لگی بار بار ایسا کرنے پر وجہ پوچھی گئی تو حال زار سے کہنے لگی میں نے منت مانی تھی کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ آتش نمرود میں پھینکے جائیں گے تو میں اپنی چونچ میں پانی کے قطرے لا لا کر اس میں پھینکوں گی تاکہ آتش نمرود ٹھنڈی اور سرد ہو جائے اور میرے خلیل علیہ السلام کو ذرا بھر ایذا اور ضرر نہ پہنچے۔

فائدہ

دونوں کی نیت کو مدنظر رکھ کر نتیجہ نکالیں شریعت کی گرفت مارشل لاء سے بھی زیادہ سخت اور ناقابل برداشت ہے۔ فوراً اول الذکر کو سزا اور آخر الذکر کو انعام ملا۔ چھپکلی کو مارنے والے کو دس نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے اور حکم ہے اس کو مارو۔ اور بلبل کو ہر دلعزیز اور پسندیدہ پرندہ بنایا کہ لوگ اس کے مشتاق ہیں اور اس کی آواز دلوں کو بھاتی اور لبھاتی ہے۔

اگر گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں تو پتہ چلے گا کہ آیا چھپکلی کی پھونکوں سے آتش نمرود بھڑک سکتی ہے۔؟

گرگٹ کو تاقیامت سزا

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر بقتل الوزغ وسماہ فویسقا وقال کان ینفخ النار علی ابراہیم علیہ السلام. (رواہ الشیخان ورواہ احمد)

نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ گرگٹ کو قتل کر دو کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو پھونکتا تھا۔

۲. عَنْ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من قتل وزغۃ فی اول ضربۃ فلہ کذا و کذا و من قتلہا فی الضربۃ الثانیۃ فلہ کذا وکذا حسنۃ دون الاولی و من قتلہا فی الثالثۃ فلہ کذا و کذا حسنۃ

حدون الثالثة (حیوۃ الحیوان)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گرگٹ کو پہلی مار سے قتل کیا اسے ایسے ایسے ثواب ملے گا جس نے اسے دوسری مار سے قتل کیا اسے ایسے ایسے ثواب ملے گا لیکن پہلی قسم سے کم جس نے تین مار سے اسے قتل کیا تو اسے ایسے ایسے ملے گا لیکن دوسری قسم سے کم۔

۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من قتل وزغۃ فکانما قتل شیطان (حیوۃ الحیوان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے گرگٹ کو قتل کیا گویا اس نے شیطان کو قتل کیا۔

اساف ونائلہ

یہ دونوں جرہم قبیلہ کے تھے انہوں نے کعبہ معظمہ میں حرم کے اندر زنا کیا تو ان کی شکلیں مسخ ہو گئیں عبرت کے طور پر لوگوں نے کعبہ کے قریب ان دونوں پتھروں کو نصب کر دیا ایک عرصہ کے بعد قصی بن کلاب نے ایک کو کعبہ سے چمٹا دیا تو دوسرے کو زمزم کے ساتھ اس کے بعد ان پرستش ہونے لگی۔ فتح مکہ کے موقع انہیں رسول اکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وسلم نے توڑ دیا۔ (نووی ص ۲۲ ج مطبوعہ مصر)

باد دبور کو گستاخی کی سزا

غزوۂ احزاب میں ہواؤں نے مل کر مشورہ کیا کہ آج نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خدمات پیش کریں۔ باد صبا نے پہل کر کے میدان احزاب میں حاضر ہو کر کفار اور مشرکین کا تختہ الٹ دیا باد دبور (جو غربی جانب سے چلتی ہے) نے انکار کر دیا باد صبا کو ادب کی برکت سے شفا بنا دیا۔ دبور کو بے ادبی کی سزا ملی کہ سراسر نقصان دگھاٹا بن گئی۔

(روح البیان)

مکالمہ ہند و مسلم

پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے کہ ایک ہندو نے مسلمان سے کہا کہ حرمین سے آنے والا کھیتوں کو جلا کر راکھ بنا دیتی اور ہمارے گنگا سے ہوا کا نام بھی، باد صبا ہے جو کھیتوں بلکہ انسانوں کی صحت و عافیت کے لیے مفید ہی مفید ہے۔

مسلمان نے کہا ہواؤں کی طرفوں کو نہ دیکھ بلکہ ان کے ادب اور بے ادبی کو دیکھ جو ہوا حرمین کو پیٹھ کر کے آتی ہے وہ منحوس ہے اور باد صبا چونکہ حرمین کی طرف نہ صرف منہ کر کے جا رہی ہے بلکہ سجدہ ریز ہو کر حاضری دیتی ہے اسی لیے اس میں برکت ہی برکت ہے۔

صحابہ کی غیرت ایمانی

صحابہ کرام سے بڑھ کر بلند حوصلہ اور کون ہو سکتا ہے لیکن حضور علیہ السلام کے بارے میں معمولی سی بے ادبی برداشت نہ تھی چنانچہ حدیث میں ہے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیل یا نبی اللہ لو اتیت عبد اللہ ابن ابی فانطلق الیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یرکب حمارۃ وانطلق المسلمون یمشون وھی الارض سبخۃ فلما اتاہ النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قال الیک فواللہ لقد اذانی نتن حمارک فقال رجل من الانصار واللہ لحمار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منک فغضب لعبد اللہ رجل من قومہ وغضب لکل واحد منھا اصحابہ وکان بینھما ضرب بالحدید والایدی والنعال ط (بخاری وعینی شرح بخاری وغیرہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ عرض کی گئی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ ابن ابی کے ہاں چل کر اس کے ساتھ صلح کی بات کیجیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدھے پر سوار ہو مع جماعت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے عبداللہ نے کہا کہ گدھے کو دور کیجئے مجھے اس سے بدبو آتی ہے ایک انصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبو ناک ہے اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو ان کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہو گئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

دعوت غور وفکر

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا عالم دنیا میں نہ پیدا ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے وہ فرما رہے ہیں کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گدھے کی خوشبو بے ادب سے اطیب ہے (بے ادب اور گستاخ نمازی، کلمہ گو، حاجی عبداللہ بن ابی گدھا سے نہیں بلکہ اس کے پیشاب سے نفرت کر رہا ہے، پھر گستاخ کے انکار پر نہ صرف ہاتھا پائی بلکہ جوتے اور ڈنڈے برس رہے تھے یہ کفر واسلام کی جنگ نہ تھی بلکہ ادب اور بے ادبی کی جنگ تھی اور قرآن پاک یا نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر نہیں۔ بلکہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے گدھے کے پیشاب کی توہین صریح پر نہیں بلکہ قرینے سے اور وہ بھی دل کی بات سے متعلق اور گدھے کے پیشاب کی غلیظ حقیقت پر نہیں کیونکہ گدھا کا پیشاب بدبودار تو ہوتا ہی ہے لیکن چونکہ پیشاب کو اس گدھے سے نسبت ہے جو محبوب خدا صلے اللہ علیہ تعالے علیہ وسلم کا ہے اس سے دور حاضرہ کا وہ دانشور سوچے جو ہر بات کو کرید نے کے بعد مانتا ہے یہاں بھی وہ تھوڑا سا فکر وفہم دوڑا کر دیکھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کو زمانہ کی نزاکت ومصلحت نے کیوں نہ روکا جب کہ وہ ایک معمولی سی بات پر ہاتھا پائی پر اتر آتے۔

نبوت پر بدگمانی کی سزا

ایک بدبخت اور محروم ازلی نے کہا کہ "ہوائے نفس سے کسی چھٹکارا نہیں خواہ وہ بھی ہو (اس سے اشارہ حضور علیہ السلام کی طرف کیا) کیونکہ آپ نے بھی فرمایا ہے حُبّبَ الی من دنیاکم ثلاث الطیب والنسآء وقرۃ عینی فی الصلوۃ" ترجمہ یعنی تمہاری دنیا سے تین چیزیں میرے لیے مرغوب کی گئی ہیں۔ خوشبو، نساء اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

میں نے اس گستاخ (مولوی) کو کہا تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی حدیث میں (اَحْبَبْتُ یعنی میں پسند کرتا ہوں) کا لفظ نہیں بلکہ حبب (میرے لیے مرغوب بنا دی گئی ہیں) کا لفظ ہے۔ ہوائے نفس تو تب ہوتی کہ اَحْبَبْتُ کا لفظ ہوتا۔ فرماتے ہیں اس گستاخ کا منہ تو میں نے بند کر دیا لیکن میں اس کی بدزبانی پر بڑا غمگین ہوا (کہ) اپنے آپ کو امتی کہلانے والا شخص بھی ایسی بات اپنی زبان پر لا سکتا ہے۔ رات کو خواب میں حبیب مکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا۔ لا تغتم فقد کفیناک امرہ۔ غمزدہ نہ ہو ہم نے اس کا کام تمام کر دیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ قتل کر دیا گیا ہے۔ (روح البیان)

فائدہ

بدگمانی ویسے بھی گناہ ہے قرآن مجید میں ہے ان بعض الظن اثم بیشک بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بدگمانی کفر ہے (عینی شرح بخاری) دیوبندی وہابی فرقہ کی خصوصی عادت ہے کہ بات بات پر حضور علیہ السلام پر بدگمانی کا ثبوت دیتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ آپ کو علم ہوتا تو حضرت عائشہ کے بارے میں مغموم کیوں رہے اور علم ہوتا ہوتا تو ہار گم ہو گیا تھا بتا نہ دیتے وغیرہ وغیرہ۔

بے ادب کی قبر پر پیشاب

ابرہہ جب کعبہ ڈھانے آیا تو ابو دغال کو رہبری کے آگے بڑھایا جب مقام مغمس تک پہنچا تو ابو رغال مر گیا اسے یہاں دفنایا گیا اس وقت سے عرب تا حال اسکی قبر کو کنکریاں مارتے ہیں۔ (حیوۃ الحیواۃ صہ ۱۶۳ ج ۱)

ف:۔ یہ قبر مکہ معظمہ سے مشرق کو دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

بے ادبی کی نحوست

نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب تک مکہ میں مقیم رہے قضا حاجت کے مغمس میں تشریف لیجاتے۔

(رواہ ابو عیلی بن السکن فی سنن الصحاح (حیوۃ الحیوان صہ ۱۶۳ ج ۱)

ف:۔ صرف اسی لیے کہ یہ ابرہہ گستاخ اور ابو رغال کی قیامگاہ ہے اس سے ثابت ہوا کہ گستاخ اور بے ادب کی رہائش گاہ بھی خدا تعالےٰ کی مغضوب و معتوب ہو جاتی ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہٗ جس زمانہ میں مسجد نبوی تعمیر فرما رہے تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ میں یہاں پیشاب کرتا ہوں .... لوگوں نے کہا گستاخ کہیں کے یہ شرارت یہاں نہ کرنا وہ نہ مانا جب پیشاب کرنے کا ارادہ کیا۔ غائب ہے کسی طرح اس کے پاؤں اکھڑے اور سر کے بل گرا تو اس کا دماغ پاش پاش ہو گیا اسی حالت میں فی النار والسقر ہوا یہ کیفیت دیکھ کر بہت سے نصاریٰ مسلمان ہو گئے۔

(وفا الوفا صہ ۲۶۸ ج ۱ مدینۃ الرسول صہ ۱۰۲)

فائدہ کبھی گستاخی کی سزا نقد مل جاتی ہے کبھی دیر ہوتی ہے ورنہ قیامت میں عذاب ہوگا ہی اسی لیے گستاخی اور بے ادبی سے انسان جتنا ہو سکے بچے لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگوں کو گستاخی اور بے ادبی خود کو احساس نہیں ہوتا تو آگاہی کے بعد بھی بضد ہو جاتے ہیں۔

قسمت کا ستارہ بلند

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری قدس سرہٗ نے امام الائمہ سیدنا حضرت ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس سراپا قدس منعقدہ مسجد جان محمد امرتسر کے اجتماع عظیم میں بیان فرمایا تھا۔

امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسٰی علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دوران تقریر حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا اسم گرامی ادب و احترام سے نہیں لیتا تھا سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا پادری! ہم حضرت عیسٰی علیہ السلام کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں تو بھی ہماری سچی سرکار (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نام ادب سے لے۔ مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو اس عالی ہمم نے پھر ٹوکا۔ جب پادری نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر بھیجا باہر آ گیا اور وہ مردود بیان دیئے بغیر واصل جہنم ہو گیا یہ عاشق صادق پکڑا گیا۔ موت کی سزا ہوئی اپیل ہوئی انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ۔

پادری کا قاتل تکیہ نشین بھنگڑ ہے کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے لہٰذا میں اسے بری کرتا ہوں۔ (بیغیر لیبر لقدر حافظ)

اللہ تعالیٰ اس مکین تکیہ کے مرقد منور پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اس جیسا ایمان ہر مکین مسجد اور ہر مسلمان کو نصیب فرمائے! آمین ثم آمین!

بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہٖ وسلم ! (مقدمہ گستاخ رسول کی سزا قتل)

(از حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اس واقعہ کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پر نور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا، صرف حضور پاک کا اسم پاک اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا یعنی مولوی اسماعیل دہلوی کی طرح جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔[1] (نقل کفر کفر نباشد)

یعنی پادری صرف محمد صاحب کہہ رہا تھا اور اس تکیہ والے عاشق صادق کو یہ بات بھی ناگوار گزری اور اس نے اپنے مذہب عشق کا جھنڈا بلند کر دکھایا ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

عاشقان سید ابرار (صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہٖ وسلم) کسی عالم و مفتی سے پوچھے بغیر ہی ادب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی گستاخ ان کے خنجر براں سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ ان کا مفتی ان کا وجدان ہوتا ہے ان کا پیر و مرشد ان کا جذبۂ عشق ہوتا ہے لہٰذا ایسے ان پڑھ غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائق تقلید ہوتا ہے کفار کی حکومت میں تو ایسی ہونا چاہیئے اور ہوتا رہا مسلمانوں کی حکومت میں یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچی شہادت کے بعد گستاخِ رسول کے حکم صادر کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہوسکیں۔

ولی اللہ کا گستاخ

سیدنا امام محی الدین ابن العربی پر اعتراض کئے اور یہاں تک غصہ میں آیا کہ رات کو ان کی مزار شریف جلانے کے لیے آگ لایا لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی مزار شریف کو محفوظ فرمایا اور اس شخص کو زمین میں دھنسا دیا۔ لوگوں نے گہرے گہرے کھودنے اور اس کی تلاش کی لیکن وہ نہ مل سکا۔

(شواہد الحق للنبہانی صـ۲۴۲)

[1] تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷ بحوالہ الطیب الایمان صفحہ ۳۲۴۔

فائدہ:۔ سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ بالاجماع ولی کامل و امام المکاشفین ہیں صرف ابن تیمیہ اور اس کے مقلدین نجدی وہابی عربی، ہندی مخالف ہیں انہیں ان کی دشمنی میں آج سزا نہ ملی تو قیامت میں ضرور ملے گی۔

عید میلاد النبی کے منکر کی سزا

مولانا محمد برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح عقائد فرماتے ہیں کہ میرے زمانے میں دو واقعے عبرت انگیز ہوئے ہیں پہلا واقعہ نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک نے مراۃ السنیہ در قبیح مجلس المولودیہ میں مجلس میلاد کی نسبت سخت زبان درازیاں کیں چند روز کے بعد ہی ولایت ٹونک سے معزول ہو کے بنارس بند کئے گئے عمر بھر مصیبت جھیلنی پڑی اور حکومت کی حسرت کو ساتھ لے گئے۔

(غوث اعظم صـ۱۰)

نواب صدیق حسن بھوپالی کو سزا

دوسرا واقعہ نواب صدیق حسن خان بہادر نے بعض وجوہ سے بھوپال میں ایسا رشد پیدا کیا ہے کہ امیر الملک والا جاہی کے خطاب سے سرفراز ہوا اتفاق سے بھوپال میں کسی اہلسنت نے اپنے گھر میں مجلسِ میلاد کی۔ نواب صاحب سخت برہم ہوئے سخت انزجار (جھڑک) کیا۔ یہاں تک کہ مکان کھودنے کا حکم دیا۔ تھوڑے دن گزرے تھے کہ حکومت ہاتھ سے جاتی رہی۔ خطاب سلب ہوگیا عزل کی تاریخ یہ ہے۔

چہ نواب بھوپال معزول شد
گیرید بند ایہا الغافلون
سال تاریخ ہاتف زغیب
چنیں گفت لایفلح الظالمون

(غوث اعظم صـ۱۰،۱۱ مطبوع ملتان)

فائدہ:۔ اسی نواب بھوپال نے کتاب "الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ ص۵" میں لکھا کہ اس میں برائی کیا ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کرتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) ہر ماہ میں التزام کرلیں

نوٹ:۔ ممکن ہے یہ تصنیف اس کی معزولی اور میلاد پر سخت سزا پانے کے بعد ورنہ آپ نے اوپر پڑھا کہ اس نے میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے پر کیسی ناشائستہ حرکت کی۔

مکے کے گدا

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کعبہ ڈھانے کے لیے ابرہہ کے ہاتھی کے قائد و سائس کو دیکھا کہ وہ اندھے اور اپاہج ہو کر مکہ کی گلیوں میں روٹی کے ٹکڑے مانگ کر گزارہ کرتے دیکھا

(حیوۃ الحیوان ص ۱۶۵ ج ۲)

فائدہ کعبہ کے گستاخ کو سزا ملی ہے تو کعبہ والے کے بے ادب اور گستاخ کو بھی ضرور سزا ملتی ہے دنیا میں یا پھر آخرت میں (انشاء اللہ)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر فرشتے کو سزا

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ساتویں آسمان پر پہنچا مجھے ایک نوری فرشتہ ملا جو نور کے تخت پر رونق افروز تھا میں نے اسے سلام علیکم کہا تو اس نے مجھے سلام کا جواب دیا (لیکن تعظیم و تکریم کے لیے نہ اٹھا) اللہ تعالے نے اس کے ہاں پیغام بھیجا کہ میرے محبوب نبی اور پیارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھ کو السلام علیکم کہا تو نے ان کی تعظیم و تکریم نہیں کی اور نہ ہی تو نے ان کا استقبال کیا۔ اسی لیے تجھے سزا دی جاتی ہے وہ یہ کہ قیامت تک کھڑے رہو تمہیں تا قیامت معاف نہیں کیا جائیگا۔ (روح البیان)

ازالہ وہم بعض لوگ اس وہم میں ہوتے ہیں کہ فرشتے تو معصوم ہیں ان سے صدور گناہ کیسا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ معصوم ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کا معاملہ پر نزاکت ہے یہاں لاشعوری سے بھی جو فعل واقع ہوگا اس کی بھی سزا ہے۔

مثلاً ہم عالم ارواح میں غیر مکلف تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک نہ پکارنے والے کو حج کی دولت سے محروم رکھا گیا آج دنیا میں آزما لیجئے کہ کوئی کتنا جتن حیلے کرے حج نصیب نہ ہوگا۔ اگر عالم ارواح میں لبیک نہ پکارا تو ....

مسجد ضرار گستاخی کی زد میں

جب بنو عمرو بن عوف کی مسجد قبا شریف کی تعظیم و تکریم ہونے لگی تو ان کی دوسری برادری بنی غنم بن عوف کو حسد جاگا اور وہ اس کے عزت و احترام گھٹانے پر عوام میں پھیلا دیا کہ ہم عمرو کی عورت کے گدھا کے باندھنے کی جگہ پر نماز نہیں پڑھتے۔ اگرچہ ایک حد تک ان کی بات سچی تھی کہ وہاں پر ایک واقعی گدھا باندھا جاتا تھا بعض کہتے ہیں اس جگہ پر کلثوم ابن ادہم رضی اللہ عنہا کھجوریں خشک کرتے تھے گویا وہ عام جگہ تھی۔ لیکن جب اللہ تعالے کسی جگہ کو عزت بخشے تو کسی کے رکنے سے اس کی شان میں کمی نہیں آتی۔

بنو غنم مذکورہ بالا عذر کے مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کی نیت سے اپنی ایک علیحدہ مسجد بنائی۔ اس کی امامت ابو عامر راہب کے سپرد کی گئی۔ جب وہ ملک شام سے مدینہ طیبہ آتا تو اس مسجد میں قیام کرتا اور امامت کے امور سر انجام دیتا۔

(ازالہ وہم) بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ اس مسجد کی تیاری کی اجازت حضور سر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخشی۔ حداوی مرحوم نے فرمایا یہ خیال سراسر غلط ہے اور مبنی بر جہالت ہے۔ اولاً اس لیے کہ مذکورہ بالا قصہ اور واقعہ اس کے بالکل خلاف ہے اس لیے کہ بنانے والے منافق تھے اور مسلمانوں کے حاسد۔

(ثانیاً) اس لیے کہ منافقین کو حضور علیہ السلام اس طرح اجازت بخشتے جبکہ اللہ تعالے سے اس کی اجازت بھی نہیں تھی۔ آپ اللہ تعالے کی اجازت کے بغیر کس طرح کیسے اجازت دے سکتے تھے۔ بہر حال اس مسجد پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ قبا شریف کے مقابلہ میں دوسری مسجد کی تیاری کیوں؟ تو عذر یہ پیش کیا کہ مسجد قبا ہم سے کچھ فاصلہ پر ہے اور

ہمارے ضعیف اور کمزور نمازی وہاں نہیں پہنچ سکتے اس لیے بوجہ مجبوری ہم نے یہ مسجد تیار کی ہے۔ حضور علیہ السلام نے غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد ان کی مسجد میں تشریف لیجانے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو وہی پرانا عرض کیا کہ ہماری مسجد میں آپ تشریف لے چلیں اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اپنے منصوبہ میں کامیاب ہو جائیں گے عوام ہمارے ساتھ ہوں گے ہمیں انہیں بہکانے کا موقع مل جائیگا۔ (مثنوی شریف میں ہے ؎

مسجد اصحاب مسجد را نواز   تامہی تا شب دمے بابا بساز

تا شود شب از جہالت ہمچو روز   ای جمالت آفتاب جاں فروز

اے دریغا کاں سخن از دل بدے   تا مراد آں و تو حاصل شدے

ترجمہ: مسجد والوں پر نوازش فرمایئے۔ اے چاند کے چہرے والے تھوڑا سا وقت ہمیں عطا فرمایئے تاکہ ہماری شب جہالت کا روز روشن ہو کیونکہ آپکا جمال آفتاب جان بخشتا ہے۔ کاش انکا یہ سخن دل سے ہوتا تو مراد ضرور اور لازماً نصیب ہوتی۔

آپ نے سفر کی واپسی کے بعد ان کے دوبارہ حاضر ہونے پر ارادہ فرمایا یہاں تک کہ آپ نے اپنا قمیص مبارک منگوایا تاکہ مسجد ضرار میں تشریف لے جائیں۔ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت اتاری وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ

کافروں نے اہل ایمان کی ضرر رسانی اور ان سے جنگ لڑنے اور کفر کی تقویت (جسے انہوں نے دل میں چھپا رکھا ہے) اور اہل ایمان کے درمیان جھگڑا برپا کرنے کے لیے مسجد تیار کی ہے۔ منافقین کا پروگرام تھا دوسری مسجد تیار کرو۔ لوگ مسجد قبا کو چھوڑ کر تمہارے پاس آجائیں گے اس طرح سے ان میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ یہ مسجد تیار کی گئی کہ کوئی امام امامت سنبھال لیگا پھر رفتہ رفتہ جماعت تیار کر کے

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شکست دیں گے جیسا کہ وہ اس سے پہلے جنگوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش رہے یاد رہے کہ یہ مسجد انہوں نے غزوہ تبوک کی غیر حاضری سے اپنی منافقت کے اظہار سے پہلے تیار کر لی تھی جب ان سے کوئی پوچھا جاتا کہ یہ مسجد تم کیوں بنا رہے ہو تو قسمیں کھاتے ہوئے کہتے اِنْ اَرَدْنَا ہمیں اس مسجد کے بنانے کا ارادہ نہیں اِلَّا الْحُسْنٰی ط مگر نیکی کا۔ اس سے نماز اور ذکر الٰہی اور نمازیوں کی سہولت کے لیے مراد ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّہُمْ لَکٰذِبُوْنَ۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ اپنی قسم کھانے میں جھوٹے ہیں۔ (روح البیان پ ۱۱)

تبصرہ اویسی

ناظرین تھوڑا سا غور و فکر فرمائیں کہ مسجد کو ہم خانہ خدا کہتے ہیں لیکن اللہ اسے مسجد ضرار کا نام دیتا ہے یعنی نقصان دینے والی وہ کیوں صرف اس لیے اس کی بنیاد نبوت کی گستاخی کے ارادہ پر رکھی گئی اس سے معلوم ہوا کہ کام کتنا ہی بظاہر حسین اور نیک ہو لیکن اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی محبوب خدا کی گستاخی کا پہلو نکلتا ہو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک موجب تباہی و بربادی ہے اس سے معلوم ہوا انسان بظاہر کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو لیکن اس کا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی محبوب خدا سے بغض رکھتا ہو اور وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک جھوٹا۔ کذاب اور بے ایمان ہے۔

ابو عامر فاسق راہب کو بددعا

ابو عامر خزرج قبیلہ کے اشراف لوگوں سے تھا جاہلیت کے دور میں اس نے نصرانیت اختیار کر کے ان کا راہب بن گیا اور موٹے کپڑے پہن کر زاہدانہ زندگی بسر کرتا تورات اور انجیل کا بہت بڑا ماہر تھا۔ کاشفی نے لکھا کہ اس کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اہل مدینہ کو حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ کے مناقب و کمالات اور فضائل سناتا رہتا تھا لیکن

لیکن اس کی بد قسمتی کہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ آپ کے باکمال کے شیفتہ اور عاشق ہو گئے اس سے ابو عامر راہب کی شیخی میں کمی واقع ہو گئی یہاں تک کہ اکثر لوگ حضور سرور دنیا و دین صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور وہ مکھیاں مارتا رہتا تھا۔

باوجود لب جاں بخش تو اے آبحیات
حیفم آید سخن از چشمۂ حیواں گفتن

اس طرح سے ابو عامر راہب پر حسد کا حملہ ہوا تو آقائے کونین ماوائے ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں گھر گیا اور کہتا تھا کہ میرا ساتھی کوئی نہیں ورنہ (معاذ اللہ) میں آپ کو مٹا کر چھوڑتا۔ اس کے بعد اس نے حضور علیہ السلام کے خلاف محاذ آرائی کی یہاں تک کہ "ھوازن" کی جنگ میں حضور علیہ السلام سے شکست کھا کر ملک شام کو بھاگ گیا کاتبی نے لکھا کہ ملک شام میں پہنچ کر اس نے ہرقل روم کے بادشاہ سے ساز باز کی اور اسے ابھارا کہ ایسا لشکر تیار کیا جائے جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ اِدھر قبا کے منافقین مثلاً ثعلبہ بن حاطب کو خط لکھا کہ قبا میں قبا مسجد کے مقابلہ میں ایک اور مسجد تیار کیجئے جس میں وہاں حاضر ہو کر عوام کو اضافہ وافادۂ علوم سے بہرہ ور کروں اس کے لکھنے پر منافقین مسجد ضرار کی تیاری کی گئی جس کی تفصیل مذکور ہوئی۔

ابو عامر راہب کی موت مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہی ابو عامر راہب آپ کو ملنے آیا۔ آپ سے پوچھا آپ کونسا دین لائے۔ آپ نے فرمایا دین حنیف یعنی دین ابراہیم علیہ السلام لایا ہوں۔ ابو عامر راہب نے کہا میں بھی اس پر ہوں آپ نے فرمایا تو دین حنیف پر نہیں۔ اس نے کہا میں تو یقیناً دین ابراہیم پر ہوں لیکن آپ نے اس پر اپنی طرف سے غلط باتیں داخل کر لی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تو اس میں کسی قسم کی غلط بات نہیں

بڑھائی۔ بلکہ دین حق لایا ہوں ابو عامر نے کہا ہم میں جو جھوٹا ہو وہ مسافری میں تن تنہا لاوارث ہو کر مرے۔ آپ نے فرمایا۔ (آمین)

اس کے بعد آپ نے اسکا نام ابو عامر فاسق رکھا چنانچہ وہ قنسرین علاقہ شام میں کافر ہو کر مرا۔

فائدہ قنسرین بکسر القاف وتشدید النون المفتوحہ اد المکسورہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

اس ابو عامر کی اس بہت بڑی خباثت کے باوجود انکا لڑکا حضرت ابو حنظلہ صالح نیک بخت صحابی تھے جو غزوۂ احد میں شہید ہوتے اور انہیں ملائکہ کرام نے غسل دیا اس لیے وہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔

بسم اللہ کی بے ادبی پر سزا یزید بن حبیب سے مروی ہے کہ والی مصر کے کاتب نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے سین کو ظاہر نہ کیا تو حضرت عمر نے اسے تازیانہ کی سزا دی

(مقدمہ تفسیر روح الایمان صد ۱۱۳)

کنعان بن نوح کنعان نوح علیہ السلام کا بے ادب تھا تو اس نے پہاڑ کی بلندی پر ایک اونچا قبہ کے اندر پیشاب کر دیا۔ وہ پیشاب بجائے باہر نکلنے کے وہیں پر جمع ہونے لگا پیشاب اس قدر بڑھا کہ کنعان اپنے اسی پیشاب میں غرق ہو گیا اور دیگر کفار طوفان کی موج میں۔ (روح البیان)

سامری کی زبوں حالی سامری حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ادب اور گستاخ تھا اللہ تعالےٰ نے اسے یوں سزا دی کہ وہ جس مرد یا عورت کو ہاتھ لگاتا تو وہ بخار میں ہو جاتا اور وہ خود بھی اسی لیے وہ ہر وقت چیختا چلاتا اور کہتا

پھرتا رہتا "لا مساس" ہاتھ نہ لگانا لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا اٹھنا بیٹھنا اور بیع و شراء اور دیگر معاملات سے محروم ہو گیا دور جنگلوں میں جانوروں اور وحشیوں میں زندگی بسر کرتا تھا۔ (روح البیان صہ ۱۶)

فتاویٰ علماء کرام بے ادب کے متعلق

امام محمد بن سحنون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ (شرح شفا للقاری صہ ۳۹۳ ج ۲ واکفار الملحدین للکاشمیری صہ ۵۱)

جو شخص ایسے ذلیل اور خائب وخاسر کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے

فائدہ گالی (سب) فقہ کا اصطلاحی لفظ ہے اس سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور بے ادبی مراد ہے۔ ابن تیمیہ کا فیصلہ ہے کہ بے ادب وگستاخ کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر اور بے ایمان ہے۔

۲۔ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ایما رجل سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ و بانت منہ امرأتہ فان تاب والاقتل (حوالہ جات مذکورہ بالا کتب)

جو مسلمان شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے۔ آپ کی تکذیب کرے عیب لگائے یا نقص نکالنے کی سعی ناپاک کرے تو وہ کافر ہو گیا۔ اور اس کی بیوی

اس سے جدا ہو گئی اور اگر توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

۳۔ یہی امام ابو یوسف ہارون رشید کے ساتھ ایک شاہی مہمان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ مہمان کے منہ سے نکلا کہ مجھے کدو ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا۔

انہ ذکر انہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل ما احبہا فحکم بارتدادہ ط

احادیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کدو پسند تھا اور وہ شخص بولا کہ مجھے کدو پسند نہیں امام ابو یوسف نے اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔

۴۔ ابن حاتم طلیلی اندلسی نے دوران مناظرہ حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو از راہِ استحقار و استخفاف یتیم ابی طالب اور علی حیدر کے خسر سے تعبیر کیا اور کہا کہ آپ کا زہد فقر بوجہ مجبوری تھا ورنہ عمدہ اشیاء میسر ہوتیں تو ضرور استعمال کرتے لہٰذا یہ زہد فقر اختیاری نہیں تھا۔ اضطراری تھا تو اندلس کے تمام فقہاء نے متفقہ طور پر اس کے واجب القتل ہونے اور اس کے سولی پر لٹکائے جانے کا فتویٰ دیا۔

(شفاء شریف صہ ۱۹۳ ج ۲ نسیم الریاض مع شرح الشفا للملا علی القاری رحمہ اللہ الباری صہ ۳۴۴ ج ۴)

۵۔ امام ابو عبداللہ بن عتاب مالکی سے ایک شخص کے متعلق فتویٰ طلب کیا گیا جس نے جبراً ٹیکس وصول کرنا چاہا تو مظلوم شخص نے کہا کہ میں بارگاہِ رسالت مآب علیہ افضل الصلوات میں تیری شکایت کروں گا اس نے کہا مجھے ٹیکس دو اور بعد میں وہاں شکایت کر لینا اگر میں نے مال کا مطالبہ کیا ہے تو خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کیا ہے اگر میں بھی بعض امور سے جاہل ہوں تو (العیاذ باللہ) نبی علیہ السلام بھی بعض امور میں جاہل تھے تو امام ابو عبداللہ نے اس شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس نے سوال اور جہل کی نسبت نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی ہے نیز اس نے اپنے اور نبی اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مابین سوال اور جہل میں برابری پیدا کر دی اور یہ کہہ کر کہ ہاں بارگاہ نبوی میں شکایت کر لینا۔ کمال بے نیازی بلکہ مکمل بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کے متعلق ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔

(شفا ر صہ ۱۹۱ ج ۲ نسیم الریاض صہ ۳۴۴ ج ۴)

حکایت

فقہاء قیروان اور اصحاب سحنون رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے ابراہیم فزاری شاعر کے مرتد اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا بلکہ اس کے متعلق شہادت مل گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بالخصوص سید الانبیاء علیہم السلام کی شان اقدس میں استہزا اور ٹھٹھہ بازی سے کام لیتا تھا۔

چنانچہ اسے قتل کر کے سولی پر الٹا لٹکا دیا گیا اسی دوران اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا۔ تو سب مجمع نے فتویٰ کفر کی صحت اور درستگی ظاہر ہونے پر نعرہ تکبیر بلند کیا ایک کتے نے آکر اس کا خون پینا شروع کیا تو یحییٰ بن عمر فقیہہ نے کہا، الحمد للہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا کہ کتا مومن کے خون میں منہ نہیں ڈالتا اور یہ شخص چونکہ مرتد اور کافر تھا لہٰذا اس کا خون پینا شروع کیا) اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے فتویٰ کی صحت کی تائید فرما دی۔

فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ

ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس شخص کے متعلق فتویٰ طلب کیا جو بارگاہ رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت میں سب وشتم سے کام لیتا رہا ہو۔ اور ساتھ ہی ذکر کیا کہ بعض عراقی فقہا نے کہا ہے کہ اسے صرف کوڑے لگائے جائیں تو امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔

یا امیر المؤمنین ما بقاء ھذہ الامۃ بعد شتم نبیہا من شتم الانبیاء قتل و من شتم اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم ضرب (شفا وغیرہ)

اے امیر المؤمنین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیئے جانے کے بعد (بھی اگر گالیاں دینے والے زندہ رہیں) تو اس امت کو زندہ رہنے کا کیا حق ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب وشتم کرے اسے قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو گالیاں دے اسے کوڑے لگائے جائیں۔

فتویٰ قاضی عیاض رحمہ اللہ

وکذالک اقول حکم من غمصہ او غیرہ برعایۃ الغنم او السہو او النسیان او السحر او ما اصابہ من جرح او ھزیمۃ لبعض جیوشہ او اذی من عدوہ او شدۃ من زمنہ او بالمیل الی نسائہ فحکم ھذا کلہ لمن قصد بہ نقصہ القتل ط

(شفاء شریف صہ ۲۱۱ ج ۲)

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اور اس طرح اس کا حکم بھی قتل کرنا ہے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذا پر یا شدت زمن کی وجہ سے یا ازواج مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا۔

فتویٰ امام شافعی رحمۃ اللہ

والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ھازلاً او لاعبًا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ فی الخانیہ و من تکلم بہا مخطاً او مکرھا

لا یکفر عند الکل ومن تکلم بہا عامداً کفر عند کل ومن تکلم بہا اختیاراً جاہلاً بانہا کفر ففیہ اختلاف ط (ردالمحتار ص ۳۹۳ تا ص ۳۹۴ ج ۳)

حضرت امام شامی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص کلمہ کفر زبان پر لائے اگرچہ ہزل ومزاح اور لہو ولعب کے انداز میں ہی ہو تو وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور خانیہ کی تصریح کے مطابق اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں ہے اور جس کی زبان سے کفریہ کلمات کا صدور ہوا اگر خطاء یا اکراہ کی صورت میں تو وہ بالاتفاق کافر نہیں ہو گا اور جس نے وہ کلمہ کفریہ عمداً زبان سے ادا کئے اور ان کا کفر ہونا اسے معلوم ہے تو وہ بھی بالاتفاق کافر ہو گا اور جس نے کلماتِ کفر زبان پر بالاختیار بلاجبر واکراہ جاری کئے مگر اس کو ان کا کفر ہونا معلوم نہیں تو اس کے کافر ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے

اور فرمایا من ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقد للاستخفاف فہو ککفر العناد (درمختار وردالمختار ص ۲۹۲ ج ۳)

جس نے بطور ہزل بلا ارادہ معنی لفظ کفر زبان سے ادا کیا اگرچہ اس امر کا اعتقاد نہ بھی رکھتا ہو وہ بوجہ استخفاف اور لاپرواہی کے کافر ہو گیا یہ کفر کفر عناد کی مانند ہو گا جیسے ان الفاظ کا کفر جو دل سے صداقت نبوی اور حقانیت اسلام کو تسلیم کرتے تھے بوجہ بغض وعناد زبانی انکار کرتے تھے)

قسطلانی وزرقانی | ان من سب او انتقصہ بان وضعہ بما یعد نقصاً عرفاً قتل بالاجماع ط (مواہب مع زرقانی ص ۳۱۵، ج ۵) بے شک جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب وشتم کرے یا عیب

لگائے بایں طور کہ آپ کو ایسے امور کے ساتھ متصف ٹھہرائے جو عرف عام میں نقص شمار ہوتے ہیں تو اس امر پر اجماع ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے خواہ قائل نے ارادہ سب وشتم نہ بھی کیا ہو کیونکہ ایسے امور کے صادر ہونے کی کارسوائی نہ کی جائے تو بارگاہ نبوی کی جلالت وحرمت لوگوں کی نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی لہٰذا دنیوی سیاست کا تقاضا باجماع العلماء یہی ہے۔ کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا قلبی معاملہ اور اخروی انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

ایضاً۔ قال حبیب ابن الربیع ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل ط۔ (مواہب مع زرقانی ص ۳۱۶ ج ۵)

حبیب ابن ربیع فرماتے کہ صریح الدلالات لفظ میں تاویل وتوجیہہ کا دعویٰ ناقابل قبول واعتبار ہے "ق" ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ صریح الدلالات الفاظ جو بے ادبی وگستاخی پر دلالت کرتے ہیں۔ ان کا عمداً اور بلاجبر واکراہ بارگاہِ نبوی میں استعمال باوجود یہ معلوم کرنے یا ہونے کے یہ الفاظ توہین وتحقیر پر دال ہیں۔ کفر ہے ان میں توجیہہ وتاویل کا کوئی جواب وجواز نہیں اور اس میں مرادِ متکلم نہ ہونے والا عذر قابل قبول نہیں ہے نیز الفاظ میں معانی وصیغہ کا اعتبار نہیں ہو گا بلکہ عرف عام میں ان کا جو مطلب ومفہوم ہو گا ہاں جبر واکراہ کی صورت میں ان کلمات کے زبان پر لانے سے کافر نہیں ہو گا لہٰذا اس موقع پر بھی کوئی ایسا شخص یہودی یا نصرانی وغیرہ ذہن میں آجائے جس کا نام محمد یا احمد ہو۔ مگر وہ اس نصرانی کو سب وشتم کرنے کی بجائے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب کرے اور عیب جوئی کرے تو قضاءً اور دیانۃً" کافر ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمداً سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے نہ کہ جبراً واکراہاً۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص ۲۸۳ مطبوعہ ہندوستان، جامع الفصولین جلد ص ۲۲۱)

ابن تیمیہ کا فتویٰ | بالجملۃ من قال او فعل ما ھو کفر کفر بذالک و ان لو یقصد ان یکون کافرًا اذ لا یقصد الکفر احد الا ما شاء اللہ ط

(نسیم الریاض ص۳۸۷ تا ص۳۸۸، ج۴، الصارم المسلول ص۱۷۸)

فائدہ | نبوت کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ بلا ارادہ بھی اس کے متعلق بے ادبی ہو جائے تو ناقابل معافی جرم ہے اور بے ادبی کے کلمات کا اعتبار عرف پر ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اتنا کہہ دینا کہ وہ ایک انسان ہی تو تھے واجب القتل ہے

جامع الفصولین | فتاویٰ کی مشہور جامع الفصولین میں ہے۔

من قال انہ علیہ السلام خرج من مخرج البول یقتل ولا یستتاب۔ (شرح شفا للتلمسانی حاشیہ جامع الفصولین ص۲۲۰ ج۲)

جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوئے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اور توبہ کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

نبی علیہ السلام کے بال مبارک کی بے ادبی کی سزا | وقال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعیر بالتصغیر کفر و قیل لا الا ان قالہ علی وجہ الاھانۃ ط (عالمگیری ص۲۸۲ ج۲۔ جامع الفصولین جلد دوم ص۲۲۰)

اگر نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کو شعر کے لفظ کی بجائے تصغیر شعیر کہے تو کافر ہو جائیگا اور ایک قول یہ ہے کہ اسے ازراہ اہانت وتحقیر شعیر کہے گا تو کافر ہو جائیگا ورنہ نہیں۔

بے ادب کیسا | من قال محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) درویش بود وجامہ پیغمبر ریمناک بود۔ او کان النبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم طویل الظفر قیل کفر مطلقاً و قیل لو قال علی وجہ الاھانۃ (عالمگیری اور جامع الفصولین)

ترجمہ: جو شخص کہے کہ محمد عربی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم درویش تھے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کپڑا میلا کچیلا تھا یا نبی کریم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم لمبے ناخنوں والے تھے تو وہ شخص مطلقاً کافر ہے خواہ بطور اہانت کہے یا نہ۔

اور دوسرا قول ہے کہ بطور اہانت یہ کلمات کہے تو کافر ہو گا ورنہ نہیں۔

بے ادبی کے نمونے | وقال النبی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم خالف الرجل قال کذا وکذا قیل کفر ط (عالمگیری وجامع الفصولین)

اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہے کہ اس شخص نے ایسے ایسے کہا ہے تو ایک قول یہ ہے کہ کافر ہو جائیگا۔

۲:- من قال ان رداء النبی صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم او ازار النبی علیہ السلام وسخ اراد بہ عیبہ قتل ط (شفاء شریف جلد دوم ص۱۹۱)

جو شخص کہے کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چادر یا آپ کا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو۔ تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

۳- قال بحرمت جوانك عربی يعنی النبی يكفر - ط

(عالمگیری ص ۲۸۳ ج ۲)

• کوئی شخص نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسل کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرے جوانک عربی کی حرمت وعزت کا واسطہ تو کافر ہو جائیگا (کیونکہ جوانک جوان کی تصغیر ہے جس سے استخفاف اور استحقار والا پہلو موجود ہے اگرچہ بوجہ توسل ان کی عظمت ظاہر کر رہا ہے۔

۴- لو قال فلان اعلم منه عليه السلام فقد عابه وتنقص

(مواہب مع الزرقانی ص ۳۱۵ ج ۵ نسیم الریاض ص ۳۳۵ ج ۴)

اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نبی اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم سے علم میں زائد ہے تو اس شخص نے نبی اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کو عیب لگایا اور آپ میں نقص نکالا اور عیب لگانا یا نقص نکالنا بالاتفاق کفر ہے لہذا یہ شخص بھی کافر ہو جائے گا۔

۵- قال ان آدم عليه السلام نسج الكرباس فقال الآخر - پس ماہمہ جولاہہ بچگان باشیم کفر اذ استخف بنبی الله عليه السلام. ط

ایک شخص نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سوتی کپڑا بنا تو دوسرے نے کہا ہم سب جولاہے کی اولاد ٹھہرے تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس نے اللہ تعالے کے نبی کے ساتھ استخفاف واستحقار والا انداز واسلوب اختیار کیا ہے یہ وہ معدودے چند کلمات ہیں جن کا تعلق پیغمبران کرام کی ذوات مقدسہ سے ہے اور ان کو بوجہ استخفاف کفر قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ

کچھ سمجھے آپ یعنی کسی بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا لفظ بولنا جو عرف میں معمولی سمجھا جاتا ہے تو قائل کافر ہو جاتا ہے۔

لو قال انا رسول الله يعنی پیغام می برم كفر ط

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور لغوی معنی مراد لے یعنی میں اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں تو کافر ہو جائیگا کیونکہ ظاہر و متبادر معنی منصب رسالت و نبوت پر فائز ہوتا ہے لہذا یہ توجیہہ لغو و عبث ہوگی۔

قال رجل ان النبی صلی الله عليه وآله وسلم كان يحب كذا مثلاً القرع فقال رجل انا لا احبه كفر عند ابی يوسف وقال بعض المتأخرين لو قاله علی وجه الاهانة ها ظاهراً ط

(عالمگیری و جامع الفصولین)

اگر ایک شخص کہے کہ نبی اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم فلاں چیز کدو کو پسند فرماتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ شخص امام ابو یوسف کے نزدیک کافر ہو جائیگا اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ اگر ازراہ توہین کہتا ہے تو کافر ہو جائیگا ورنہ محض اپنی طبیعت کا نقص وغیرہ بیان کرنے کے لیے ایسا کہتا ہو تو کافر نہیں ہو گا۔

قاضی عیاض نے فرمایا

شفا شریف ص ۲۰۹ جلد ۲ میں ہے کہ ا

من قال ان النبی صلی الله تعالٰی عليه وآله وسلم كان اسود يقتل ط (شفا شريف ص ۲۰۹ ج ۲)

جو کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کالے تھے تو اسے قتل کر دو۔

ف:۔ یہ صرف اس لیے کہ قاتل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانِ عظیم کو گھٹایا اسی لیے واجب القتل ہے۔

غلط تشبیہ

امام ابو محمد بن ابی یزید نے اس مرد کے قتل کا فتویٰ دیا جو اس قوم کی باتیں سننے لگا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرتے تھے۔ اچانک ایک قبیح چہرے اور داڑھی والا وہاں سے گزرے وہ مردان سے کہنے کیا تم کسی اور کی بھی صفت سننے کا ارادہ رکھتے ہو انہوں نے کہا ہاں تو اس مرد نے کہا، کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفت (صورت خلقت اور داڑھی میں) اس گزرنے والے کی صفت میں ہے نیز اسی امام نے فرمایا۔ اس کی توبہ قبول نہیں۔ اس لعنتی نے حضور کی صورت کو گزرنے والے کی صورت بتا کر جھوٹ بکا اور ایسی بات سالم الایمان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔

(شفا شریف صہ ۲۰۱، جلد نمبر ۲)

فائدہ

دورِ حاضر میں نبوت و صحابیت و ولایت کے معاملہ کو درخواست اعتنا نہیں سمجھا جارہا۔ اسی لیے بڑی سے بڑی بے ادبی و گستاخی کی طرف توجہ نہیں دی جارہی۔ خدا کرے کوئی بندۂ خدا کرسیٔ اقتدار سنبھالنے کے بعد اس طرف توجہ دے۔

گستاخ کی عورت اس پر حرام

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ و بانت منہ زوجتہ ط

(ردّ المختار صہ ۳۱۹ ج ۳ کتاب الخراج للقاضی ابی یوسف)

جس مسلمان نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو سب بکا۔ آپ کی تکذیب کی۔ یا آپ کو عیب لگایا آپ کی تنقیص اور بے ادبی کی تو بے شک اللہ

تعالیٰ سے اس نے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

ف:۔ غور فرمائیے کہ مرتد و بے ایمان کا فتویٰ کس پر گستاخِ رسول پر لیکن اسے سمجھے کون؟

قاضی خاں نے صرف بالِ مبارک کی بے ادبی پر کفر کا فتویٰ دے دیا۔

اذا عاب الرجل النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلّم فی شیٔ کان کافراً و کذا قال بعض العلماء لو کان لشعر النبی شعیر فقد کفر و عن ابی حفص قال بعض العلماء وحفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم بشعرہ من شعراتہ الکریمۃ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتمُ النبی کفر ولو قال جن النبی ذکر فی نوادر الصلوۃ انہ کفر ط

(فتاویٰ قاضی خاں صہ ۸۸۲ شرح شفاء القاری ج ۴ صہ ۲۲۸)

ترجمہ:۔ اگر کسی مرد نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگایا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو تصغیر شعیر کہا تو کافر ہو گیا۔ امام ابو حفص کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا۔ وہ بے شک کافر ہو گیا۔ مبسوط میں مذکور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینا کفر ہے۔ نوادر الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ جنون طاری ہوا۔ بے شک، وہ کافر ہو گیا۔

حضور علیہ السلام بے خبر (معاذ اللہ)

بسا اوقات انسان لاشعوری میں ایسی باتیں کہہ جاتا ہے جو اسے جہنم میں پہنچانے والی اور دنیا میں اس کا حکم واجب القتل ہونے کا ہے لیکن اسے غور نہیں ہوتا فقہا کرام فرماتے ہیں مثلاً ایک ظالم عشر وصول کرنے والے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے

اور کہا کہ میرے ظلم کی شکایت بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل رہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (بعض امور سے بے خبر) جاہل رہے۔ اور انہوں نے بھی سوال کیا اس پر امام ابو عبداللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ (شفا ص ۳۱۰ ج ۲)

باب ۴

شتات

بے ادب سانپ

قصص الانبیاء میں ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوع تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا حق تعالیٰ نے اس گناہ کے سبب سے اس کی صورت کو مسخ کر دیا اور خاک اس کی خوراک ٹھہرائی اور پیٹ اور سینے کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے۔

بے ادبی کون سی

دراصل یہ گناہ وہ تھا جو سانپ نے ابلیس کی عداوت آدم علیہ السلام کی حامی بھری اسی قصص الانبیاء میں ہے کہ جب ابلیس لعین رانده گیا۔ اور فرشتوں سے نکالا گیا اس سبب سے آتش کینہ اور حسد اس کے باطن میں شعلے مارتی تھی اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدم کو وہاں سے نکلوائے اس نے اپنے فریب کے منتر سے سانپ کو فریفتہ کیا۔ سانپ اس کو منہ میں لیکر بہشت میں لے گیا۔

فائدہ

انبیاء و اولیاء علی نبینا وعلیہم السلام کے بے ادبی ایسا منحوس فعل ہے کہ اس کی سزا نہ صرف مرتکب کو ہوتی ہے بلکہ نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی تو صرف اسی سانپ سے ہوئی لیکن حق تعالےٰ نے

نہ صرف اس سے حسن و جمال چھینا اور مسخ کیا بلکہ تا قیامت سانپ کی تمام نسل اور برادری سزا پا رہی ہے اور وہ تو سیدنا آدم علیہ السلام کا بے ادب اور گستاخ ہو اس کا کیا حال ہو گا۔

قرآن مجید کا بے ادب

ولید بن یزید بن عبدالملک نے ایک دفعہ قرآن مجید سے فال نکالی تو ارشاد گرامی اس کی فال میں نکلا کہ وخاب کل جبار عنید۔ ہر سرکش گھاٹے میں ہے) اس نے یہی الفاظ دیکھتے ہی طیش سے قرآن مجید کو پھاڑ ڈالا اور کہا۔ ؎

توعد كلّ جبار عنيد
فها انا ذاك جبار عنيد
اذا ما جئت ربك يوم حشر
فقل يارب مزقني الوليد

ترجمہ:۔ اے قرآن مجید تو ہر جبار و عنید کو دھمکیاں دیتا ہے۔ سن لے وہی جبار عنید میں ہوں اور جب قیامت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہونا تو کہہ دینا کہ ولید نے مجھے پھاڑ ڈالا تھا۔ اس کے بعد چند دنوں کے اندر قتل کیا اور اس کے سر کو محل کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا۔ (حیوۃ الحیوان للام نقلاً عن الماوردی فی کتاب ادب الدنیا والدین)

فائدہ

جب کرسی کا نشہ سر چڑھتا ہے تو انجام کا خیال نہیں رہتا یہ ولید مسلمان بادشاہ تھا پڑھا لکھا تھا لیکن کرسی کے نشہ نے اس کا انجام برباد کر دیا کہ وہ نہ صرف دنیا کی سزا پا گیا بلکہ آخرت میں اللہ کے عذاب سے بھی نہ بچ نکلے گا ہمارے دور میں کرسی کا نشہ اور بڑھا ہوا کہ کسی کو چند روز ٹوٹی پھوٹی کرسی مل جاتی ہے تو پھر اس کی نگاہ زمین پر نہیں پڑتی۔

کھوپڑی ریزہ ریزہ

حضرو کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ایک شخص انگلستان چلا گیا یہاں اس کے حالات اچھے نہیں تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمتوں سے نوازا وہ وطن واپس آیا تو خاصا مالدار تھا ایک دن چوپال میں بیٹھا اپنے حالات بیان کر رہا تھا کسی نے کہا تم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے اس کا شکر یہ بھی ادا کیا کرو" اس پر وہ آدمی کہنے لگا۔ (نعوذ باللہ) اللہ نے میرے اوپر کیا احسان کیا ہے؟ اس نے تو مجھے غریب ہی کر رکھا تھا۔ یہ دولت تو میری اپنی محنت سے ہاتھ آئی ہے۔ کچھ دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا مرغی ذبح کروانے وہاں آ گیا اور وہی آدمی جلدی سے پلٹ کر بولا لاؤ میں ذبح کر دوں" یہ کہہ کر اس نے چھری ہاتھ میں پکڑی اور مرغی کو زمین پر ڈال کر کہنے لگا۔ میں مرغی ذبح کرنے لگا ہوں خدا سے کہو اسے میرے ہاتھ سے بچالے" اس نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ مرغی ایسے زور سے چیخی کہ اس کی آواز سے قریب بندھی ہوئی گھوڑی بدک گئی اور رخ بدل کر اس زور سے دولتی ماری کہ اس آدمی کی کھوپڑی ریزہ ریزہ ہو گئی اور اسے سانس لینے کی مہلت بھی نہ مل سکی۔ مرغی ایک طرف کو بھاگ نکلی اس واقعے کا سارے علاقے میں چرچا ہوا لوگ دور دور سے اس کی لاش دیکھنے آئے لیکن کسی نے بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ، جمادی الاول ۱۴۰۳ھ)

قرآن مجید کے بے ادب کی سزا

حضرت علامہ سخاوی القول البدیع میں اور حضرت علامہ صفوری نزہتہ میں احمد یمانی رح سے نقل کرتے ہیں کہ میں صنعا میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بڑا مجمع ہو رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص بڑی اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا تھا۔ قرآن پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچا تو یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ کے بجائے یُصَلُّوْنَ عَلٰی عَلِیِّ النَّبِیِّ پڑھ دیا جس کا ترجمہ

یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضرت علیؓ پر درود بھیجتے ہیں جو نبی ہیں۔

اس کے پڑھتے ہی گونگا ہو گیا برص اور جذام کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اندھا اور اپاہج ہو گیا

فائدہ

بڑی عبرت کا مقام ہے اللہ ہی محفوظ رکھے اپنی پاک بارگاہ میں اور پاک رسولوں کی شان میں بے ادبی سے ہم لوگ اپنی جہالت اور لاپرواہی سے اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ ہماری زبان سے کیا نکل رہا ہے اللہ تعالٰے ہی اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے۔

جسم گل سڑ گیا

ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والا شخص عبرتناک عذاب میں مبتلا ہو کر مر گیا اس کی نعش میں کیڑے پڑ گئے اور گوشت جسم سے الگ ہو گیا واقعات کے مطابق ملزم بشیر کمالیہ ضلع لائلپور کا رہنے والا تھا اس نے میلسی میں کلام پاک کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کی تھی جس سے کلام پاک کو نقصان پہنچا چنانچہ میلسی کے عوام مشتعل ہو گئے اور اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ اسے ڈسٹرکٹ جیل بھیج دیا گیا جہاں اس شخص کا جسم گلنا شروع ہو گیا اور آنکھوں کی بینائی ضائع ہو گئی جس پر ڈسٹرکٹ جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے نشتر ہسپتال بھیج دیا جہاں ڈاکٹر نے مجبور ہو کر بالآخر اسے جیل واپس کر دیا یہاں اس نے انتہائی خوفناک چیخیں مارنی شروع کر دیں اور اسی حالت میں ذلیل ہو کر مر گیا۔

(نوائے وقت ملتان)

فائدہ

اہلسنت کے نزدیک قرآن مجید بوسیدہ ہو جاتے تو اسے دفنانا چاہیئے لیکن بے ادب گروہ اس کے جلانے کے قائل ہیں ہر علاقہ میں اس قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اور بارہا عوام نے ایسے لوگوں کو قرآن مجید کو پکڑا اور انہیں مارا اور خوب مارا لیکن افسوس کہ حکومت ایسے لوگوں کو تحفظ دے کر چھوڑ دیتی ہے کاش ان

لوگوں کو نقد سزا مل جائے تاکہ پھر آئندہ ایسی حرکت کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو۔

بے ادب کوفی

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل کوفہ کو حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کی مدد کرنے کے لیے فرمایا اور اہل کوفہ نے آپ کی بات کو قبول نہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ "یا اللہ اہل کوفہ پر ایسا حاکم مسلط کر دے جو ان پر رحم نہ کرے اسی رات حجاج بن یوسف نے ولادت پائی جس کے ہاتھ سے کوفہ والوں کو طرح طرح کے مظالم ہوئے۔

فائدہ

اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوفہ والے تا قیامت حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی بددعا کی زد میں نہ آئے بلکہ وہی لوگ جو اس دور میں گزرے ورنہ بعد کو ایک عرصہ تک علم و عمل کا مرکز رہا۔

نقد سزا

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر الزام لگایا کہ وہ ان کی خبریں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو پہنچاتا ہے اس نے صحت اتہام سے انکار کر دیا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا قسم کھاتے ہو اس نے قسم کھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم اس قسم کھانے میں جھوٹے ثابت ہوئے تو خدا تعالٰے تمہیں اندھا کر دیگا ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا کہ وہ عصا پکڑے ہوئے گھر تک پہنچا اسے نظر نہ آتا تھا

فائدہ

بزرگوں کے سامنے جرأت اور دلیری بالخصوص اپنی غلطی بھی ہو اس پر گناہ کے علاوہ دنیا یا پھر آخرت میں سخت سزا ملے گی ناجائز جرأت کی بجائے ادب کیا جائے تو برکت ہی برکت نصیب ہوتی ہے۔

بے ادب اندھا

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو کوفہ کا حاکم بنایا تو حاسدین نے دربار فاروقی میں حضرت سعد کی غلط شکایت کی حضرت عمر نے تحقیق حال کے لیے آدمی بھیجا وہ کوفہ کی ایک ایک مسجد میں حضرت

سعد کے متعلق پوچھتا رہا مگر کسی نے کوئی شکایت نہ کی۔ ایک مسجد میں ایک شخص نے جھوٹی گواہی دی کہ حضرت سعد ظالم ہیں۔ فیصلہ صحیح نہیں کرتے یہ سن کر حضرت سعد کو جوش آگیا آپ نے اس کے لیے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ کَاذِبًا فَاَطِلْ عُمْرَہٗ وَ فَقْرَہٗ وَعَرِّضْہُ الْفِتَنَ۔

اے اللہ اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر اور فاقوں کو طویل فرما اور اسے فتنوں میں ڈال ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا وہ شخص بوڑھا ہوا اس کی پلکیں لٹک آئیں اور فقر وفاقہ میں مبتلا ہوا اس کی یہ حالت ہوگئی کہ چھوکریوں کے ساتھ بازار میں چھیڑ چھاڑ کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے سعد کی بد دعا لگ گئی ہے۔

فائدہ | بزرگوں پر تہمت لگانے کی یہی سزا ہے کہ بے ادب، اندھا ہو کر مرتا ہے یا پھر آخرت میں سزا ملے گی اور وہ بھی سخت۔

ضعیف حدیث کے بے ادب کی سزا

بدھ کے روز ناخن کٹوانے کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اس سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے اگرچہ محدثین نے اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے مگر علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی علیہ الرحمہ نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ ایک عالم نے بدھ کے روز ناخن کٹوائے کسی نے بربنائے حدیث منع کیا انہوں نے کہا حدیث صحیح نہیں۔ فوراً برص میں مبتلا ہو گئے شب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ بحضور نبوی اپنے حال کی شکایت کی۔ حضور نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہیں سنا تھا کہ ہم نے اس سے منع فرمایا ہے عرض کی میرے نزدیک حدیث صحت کو نہ پہنچی۔ فرمایا تمہیں اتنا کافی تھا۔ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے تک پہنچی

یہ فرما کر حضور نبی کریم علیہ السلام نے ان کے بدن پر ہاتھ لگایا فوراً اچھے ہو گئے اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا اس بناء پر بدھ کے روز حجامت نہ بنوائی جائے تو اچھا ہے۔

فائدہ | حدیث ضعیف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حدیث کسی کام کی نہیں یہ ایک محدثین کی اصطلاح ہے اس سے احکام شرعیہ کا استنباط نہیں ہوتا ورنہ وہ ہے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد صرف ضعیف سند کی وجہ سے ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے فضائل ومناقب اور مستحبات ثابت ہوتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ دیوبندی وہابی فرقے خواہ مخواہ اکثر احادیث بلا دھڑک ضعیف کہہ کر انہیں ٹھکرا دیتے ہیں خدا کرے ان کے کسی ایک کو تو دنیا میں مذکورہ بالا سزا مل جائے تب معلوم ہو تو کس طرح حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ حدیث ضعیف کو تحقیر کے طور ٹھکرا دینا بھی بے ادبی ہے اس کی سزا خدا کرے دنیا میں کسی کو ملے ورنہ آخرت میں تو سزا ملے گی اور ضرور ملے گی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا

فقہائے اندلس نے متفقہ طور اس شخص کو قتل کرنے اور سولی دینے کا فتویٰ دیا جس نے دوران مناظرہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استخفاف کیا اور توہین کے طور پر کہا کہ آپ یتیم تھے اور آپ کا زہد ضرورت کا تھا قصد اور اختیار سے نہ تھا اگر آپ کو اچھا کھانے پر قدرت مل جاتی تو ضرور کھاتے یعنی مجبور سے تھوڑا اور سادہ کھانا تناول فرماتے اس لیے کہ آپ کو اچھا کھانا میسر نہ تھا۔

(السیف المسلول للسبکی مدارج النبوۃ)

ایک مصری شخص نے دوسرے بطریق طعن کہا کہ وہ ہے کہ تیرا باپ بکریاں چراتا تھا اس نے جواب میں کہا میرے باپ نے بکریاں چرائی تھیں۔

اس پر بعض علماء کرام نے تعزیر سزا کا حکم دیا اور بعض نے قتل کیا کیونکہ اس نے اپنی ذات سے عیب اور عار دور کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی۔

(مسئلہ) بطور مسئلہ یا بطور بیان واقعہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں چرائیں تو ایسا کہنا جائز ہے۔ (مدارج ج ۱)

اویسی غفرلہ کا انتباہ

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار امتیو غور کرو کہ وہ فعل جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پایا جاتا ہے لیکن چونکہ عوام کی نظروں میں وہ حقیر اور معمولی ہے اسی لیے اس فعل کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کافر بنا بلکہ واجب القتل بنا دیتی ہے تو پھر اس غدار امتی کا کیا حشر ہوگا کہ جو امور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں پائے لیکن وہ غدار محض عوام کو اپنا ہمنوا بنانے کی غرض سے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا البشر ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے حالانکہ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بکریاں چرائیں اور فقر و فاقہ کا حال بھی کسی سے مخفی نہیں چند نمونے فقیر بھی عرض کیے دیتا ہے۔ تاکہ حقیقت عیاں ہو۔

فقر و فاقہ کے نمونے

۱. عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی شکم سیری نہ فرمائی۔

۲. نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ بعض دفعہ دقل میں اتنا بھی میسر نہ ہوتا کہ جس سے آپ پیٹ بھر لیتے

(مسلم۔ ترمذی)

ف ۱. دقل ایک کھانا ہے جس میں کھجوریں و دیگر اجناس ملی ہوتی ہیں۔ (مدارج)

۳. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ کئی راتیں پے در پے بھوکے گذار دیتے کہ رات کو کھانے کے لیے کچھ موجود

نہیں ہوتا تھا حالانکہ اکثر غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (ترمذی)

۴. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کبھی پورا مہینہ آگ نہیں جلاتے تھے ہمارا کھانا صرف پانی اور کھجوریں ہوتا تھا مگر یہ کہ کبھی کہیں سے تھوڑا سا پکا ہوا گوشت آ جاتا تھا۔ (بخاری)

۵. حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمر کبھی جو کی روٹی بھی مسلسل دو یوم میں پیٹ نہیں بھرا۔

تنبیہ

حضور علیہ السلام کا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا تاکہ امت فقر و فاقہ سے نہ گھبرائے لیکن اسے کوئی آپ کی مجبوری پر محمول کریگا تو کافر ہو جائیگا۔

میلی چادر

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے حضور علیہ السلام کی چادر کے متعلق کہا کہ وہ میلی تھی اور اس سے تنقیص مراد ہو تو وہ شخص واجب القتل ہے۔ (صارم مسلول لابن تیمیہ ص ۵۶۶)

فائدہ ۱. اگرچہ بظاہر میلی ہو بھی تب بھی اسے تحقیراً میلی نہ کہے اسی میں ادب ہے۔

ردی مٹی اور کوڑے

حضرت امام مالک نے اس شخص کے متعلق فتویٰ دیا کہ جس نے مدینہ شریف کی مٹی کو ردی کہا اسے تیس کوڑے لگائے اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ ۱. کاش ایسے آئمہ پھر دنیا میں تشریف لائیں یا ان جیسے دنیا میں پیدا فرما دے تاکہ ہمارے دور کے بے ادب گستاخ لوگوں کا محاسبہ کریں۔

امام ابو یوسف کی جرأت

ہمارے آئمہ احناف کی غیرت اور پھر عقیدت بہ بارگاہ نبوت مشہور ہے حضرت قاضی ابو یوسف ہارون رشید کے ساتھ ایک شاہی مہمان کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے مہمان کے منہ سے نکلا کہ مجھے کدو ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا یہ شخص مرتد ہو گیا اس لیے کہ کدو تو

توحضور علیہ السلام کی مرغوب غذا تھی اور یہ اسے ناپسند کہتا ہے ۔

(فقہ اکبر لعلی القاری)

امام غزالی رحمۃ اللہ کے مخالف مولوی کو کوڑے لگائے گئے

کسی عارف کامل نے سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کا نام لیکر فرما رہے ہیں،، ھل فی امتک کیا آپ کی امت میں بھی کوئی غزالی جیسا مولوی ہے انہوں نے عرض کی نہیں، کسی مغربی مولوی نے خواب کی کہانی سنکر نہ صرف امام غزالی کی فضیلت کا انکار کیا بلکہ ان کی کتاب "احیاء العلوم،، کو جلا دیا پھر اس مولوی کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف منہ پھیر لیا بلکہ فرمایا اس کے کپڑے (قمیض) اتار کر کوڑے مارے جائیں جب وہ مولوی بیدار ہوا تو کوڑے کے آثار اپنے جسم پر پائے اور مرتے دم تک اس کے جسم پر نشان پلتے گا وہ مولوی اپنی غلطی سے نہ صرف تائب ہوا بلکہ احیاء العلوم شریف کو سونے کے پانی سے لکھوایا ۔ (شواہد الحق صـ ۲۴۲)

فوائد

۱۔ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے علماء سے خوشی ہوتی ہے ۔

۲۔ عالم بالا عالم سفل آپکے لیے برابر ہے

۳۔ علماء کے دشمنوں سے آپ نہایت ناخوش ہے بلکہ اسے دنیا میں سزا چاہتے ہیں ورنہ آخرت میں تو سخت ۔

۴۔ بے ادبی پر تائب ہو تو سزا معاف نہیں ہوتی لیکن آئندہ رحمت سے امید ہو سکتی ہے ۔

شعرانی حضرت علامہ قوصی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم جو اکابر علماء میں سے

تھا فوت ہوگیا اس کو میں نے خواب میں دیکھا اور اس سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو اس کی زبان بند ہوگئی اور اس کا چہرہ کوئلے کی طرح سیاہ تھا میں نے اس سے کہا کہ تو ایک بڑا عالم تھا اب یہ تیرا کیا حال ہے ؟ کہنے لگا کہ ایسے عذاب میں اس لیے گرفتار ہوں کہ میں بعض کو بعض پر محض عصبیت اور ہوائے نفس کی وجہ سے ترجیح دیا کرتا تھا ۔ (لطائف المنن الکبریٰ) صـ ۲۷،۱۸۱

فائدہ

یہ تفضیلی شیعہ تھا یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو صحابہ ثلاثہ پر اس لیے فضیلت دیتا تھا کہ وہ حضرت علی کی اولاد سے تھا تو یہ سزا پائی جیسے آج کل ہمارے دور میں خود کو سنی کہتے ہیں لیکن عقیدہ یہی کہ چونکہ وہ حضرت علیؓ کی اولاد سے ہیں اسی لیے ہم اپنے دادا پر کسی اور کو افضل نہیں مانتے تو یہ لوگ بھی جہنم کا ایندھن ہیں انہیں تفضلی شیعہ کہا جاتا ہے ۔

درس عبرت

جب تفضیلی کا یہ حال ہے تو سبئی شیعہ کا کیا حال ہوگا ۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

ہمارے امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حاسدین ان کے زمانہ میں بھی تھے اور اب بھی ہیں لیکن اللہ نے غیبی امداد سے امام صاحب کے حاسدوں کو بری طرح سزائیں دیں اور دیتا رہیگا ایک چشم دید واقعہ حاضر ہے اور ان کی زبانی جن کی برادری میں سے ہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حاسد ہیں ۔ غیر مقلد ۔

ابوبکر غزنوی اپنے والد مولانا داؤد غزنوی کی سوانح حیات کے صـ ۱۹۱ پر یہ واقعہ درج کرتے ہیں ۔

مفتی محمد حسن صاحب نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنوی کا ایک واقعہ سنایا ۔

واقعہ یوں ہے کہ امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا جس میں اہلحدیث حضرات کی کثرت

تھی اس محلہ کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی۔ وہاں عبد العلی نامی ایک مولوی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ مولوی عبد العلی نے کہا کہ "ابو حنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور ان سے کہیں زیادہ مجھے یاد ہیں"۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبد الجبار غزنوی کو پہنچی وہ بزرگوں کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبد العلی) کو مدرسہ سے نکال دو۔ وہ طالب علم مدرسہ سے نکال دیا گیا تو مولانا عبد الجبار غزنوی نے فرمایا "مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائیگا۔

مفتی محمد حسن صاحب راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل و خوار کر کے مسجد سے نکال دیا۔

ولی کی دشمنی

اس واقعہ کے بعد کسی نے مولوی کے متعلق مولانا عبد الجبار غزنوی سے سوال کیا "حضرت آپکو کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب "کافر" ہو جائیگا" فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اسکی گستاخی کی اطلاع ملی تو اسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی۔ من عادیٰ لی ولیًا فقد آذنتہ بالحرب (حدیث قدسی) جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میری نظر میں امام ابو حنیفہ ولی اللہ تھے جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے؟

گستاخ امام اعظم کا انجام برباد

امام اعظم کی شان گرامیٔ قدر میں گستاخی کرنے والے کا کیا حشر ہوا۔ کہ اس کو اس کی سب سے

بڑی متاع دولتِ ایمان سے محروم کر دیا گیا اور اہل محلہ نے اس کو ذلیل و خوار کر کے دھکے دے کر مسجد سے باہر نکال دیا بے ادب غیر مقلدین سے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ اس عبرت ناک واقعہ کو آویزہ گوش بنائیں اور امام اعظم کی شان میں تقریر و تحریر کی گستاخانہ جسارتوں کے ارتکاب سے احتراز کریں۔ ورنہ اپنے عبرتناک انجام اور المناک حشر کیلئے تیار رہیں کیونکہ مولانا سیالکوٹی کے الفاظ میں "اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران و نقصان ہے"۔ (تاریخ اہلحدیث صد ۲)

میر سیالکوٹی

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی اپنی مشہور تصنیف "تاریخ اہلحدیث" میں لکھتے ہیں: "ہر چند میں سخت گناہ گار ہوں لیکن ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبد اللہ علیہ اللہ غلام حسن صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے کو پہنچ چکی ہے کہ بزرگانِ دین خصوصًا ائمہ متبوعین سے حسن عقیدت نزولِ رحمت کا ذریعہ ہے اس لیے بعض اوقات خداوند تعالیٰ اپنے فضلِ عظیم سے کوئی فیض ذرہ بے مقدار پر نازل کر دیتا ہے۔

بدظنی کی سزا

اس مقام پر اس کی صورت یوں ہے کہ جب میں نے ایک مسئلہ کے لیے کتب متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے متعلق تحقیقات کی تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ظلمتٌ بعضھا فوق بعضٍ" کا نظارہ ہو گیا معًا اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کر میں نے کلماتِ استغفار دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فورًا کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا اس وقت سے میری حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت

اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں کہا کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑنا بے سود ہے۔

هذا والله ولی الهدایه. تاریخ اہلحدیث ص ۱۷۷، ۷۲)

درس عبرت

امام الائمہ سراج الامت، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف بدگمانی اور سوء ظن کے جذبات پیدا ہونے سے کیا بھیانک نتیجہ ظاہر ہوا۔ مولانا میر سیالکوٹی کے قلب میں امام اعظم کے بارے میں بدظنی کے خیالات پیدا ہوتے ہی بطورِ سزا ان کی آنکھوں کی بصارت سلب کر لی جاتی ہے اور ظلمت بعضها فوق بعض کا منظر پیش کرتی ہے اور جب وہ اس بدگمانی سے تائب ہوتے ہیں تو فوراً اندھیرے کافور ہو جاتے ہیں امام اعظم کی شانِ اقدس میں گستاخی اور دیدہ دہنی کرنے والے حضرات ان اسباق کو پڑھ کر اصلاح احوال کی کوشش کریں اور اپنی بے قابو زبانوں کو لگام دیں۔

انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام کا گستاخ حرام زادہ

قطع نظر غیر مقلدین (جو کہ انبیاء و اولیاء کے دیوبندیوں سے زیادہ منہ پھٹ ہیں) کے اپنے اعتراف اقرار کے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تجربہ و مشاہدہ ہے کہ بے ادب اور گستاخ ولد الزنا یا کم از کم ولد الحرام ضرور ہوتا ہے چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ کا ایک مشاہدہ ملاحظہ ہو۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دشمن

آپ کے ایک مخالف نے آپ کی مخالفت میں ایک رسالہ لکھا اور وہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لے آیا امام صاحب نے دیکھ کر اسے دور پھینک مارا وہ شخص شرمسار ہو کر واپس لوٹا تو سیڑھی سے

گرا اور پسلی ٹوٹ گئی پھر یہ ہوا کہ (زرکہ) ٹیڑھی ہو گئی جب پیشاب پاخانہ کرتا تو اس کے اپنے جسم پر پڑتا۔ (شواہد ص ۴۲۳)

دشمن عثمان

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا میں نے وہاں کے بازار میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں پکار رہا ہے آتش دوزخ سے میری خرابی ہوئی۔ میں اس کے قریب پہنچے اور اس کا حال دریافت کیا اس نے بتایا کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت عثمان کو شہید کرنے کے لیے ان کے مکان میں داخل ہوئے تھے میں نے حضرت عثمان پر قاتلانہ حملہ کیا تو ان کی بیوی درمیان میں آکر مزاحم ہو گئیں میں نے ان کے طمانچہ مارا اس پر حضرت عثمان نے انتہائی نفرت اور پوری دل سوزی کے ساتھ بددعا دی کہ خدا تیرے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے اور تجھے دوزخ میں داخل کرے اب میرے ہاتھ اور پاؤں کٹ چکے ہیں صرف دوزخ میں جانا باقی ہے ابو قلابہ نے یہ سن کر اس پر نفرت کے ساتھ لعنت بھیجی اور علیحدہ ہو گئے۔

فائدہ

صحابہ کا دشمن کے دوزخی ہونے میں ذرہ بھر بھی شک نہیں بالخصوص خلفاءِ راشدین کا مخالف تو بلا پوچھے جہنم میں جائیگا۔

امام غزالی کا ایک اور یا وہی مخالف

مولانا پرہاروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ امام قطب زمان ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فخر کر رہے ہیں اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے؟ بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے تھے تو حضور علیہ السلام نے خواب میں انہیں کوڑے مروائے وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا

اثر ان کے جسم پر تھا۔ (نبراس صہ ۳۸۸)

سید زادے کی بے ادبی سے زیارت سے محرومی!

مولوی قلندر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہر روز زیارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوتی تھی ایک دن کسی جمال کے لڑکے کو کہ "سید" تھا طمانچہ مارا۔ اس دن سے زیارت منقطع ہو گئی مدینہ منورہ کے مشائخ سے رجوع کیا تو انہوں نے ایک زن ولیہ مجذوبہ کے حوالہ کیا۔ سنتے ہی جوش میں آئی اور مولانا کا ہاتھ پکڑ کر کہا شُفْ ھٰذَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس مولانا نے بیداری میں چشم ظاہر سے زیارت کی اس سے پہلے اس لڑکے سے خطا بھی معاف کرائی تھی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

(شمائم امدادیہ صہ ۱۴۴)

فائدہ سادات کی بے ادبی سے براہ راست ناراضگی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بیبیاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست رابطہ رکھتی ہیں کہ بلا تاخیر زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف فرما سکتی ہیں نیز معلوم ہوا کہ بعض مجذوب خالی از ولایت نہیں وہ مرد ہوں یا عورتیں یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر امتی کے ہر حال سے آگاہ ہیں اس کی نیکی سے خوشی اور اس کی معمولی سی کوتاہی سے ناخوش ہوتے ہیں ان میں جو اہل قرب ہیں انہیں دنیا میں متنبہ بھی کیا جاتا ہے۔

یار کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے

ایک شخص مدینہ شریف میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا ہم ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ وہ شخص ہمارے سامنے ظاہر ہوا جس کی دونوں آنکھیں باہر نکل کر اس کے گالوں تک لٹک رہی تھیں ہم نے اسے بڑے

تعجب سے پوچھا کہ تیری کیا حالت ہے۔ وہ کہنے لگا آج رات کو خواب میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم موجود ہیں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یارسول اللہ یہی شخص ہے جو ہمیں ایذا اور گالیاں دیا کرتا ہے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کس نے کہا ہے جو تو ان کو گالیاں دیا کرتا ہے میں نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کیا بس یہ سنتے ہی حضرت علیؓ میری طرف غصے سے لپکے اور اپنی دونوں انگلیوں سے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو خدا تعالےٰ تیری دونوں آنکھیں نکال ڈالے بس یہ کہہ کر اپنی دونوں انگلیوں کو میری آنکھوں میں چبھو دیا جس سے میں بیدار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت خطیب فرماتے ہیں بس وہ شخص رو رو کر اس واقعہ کو لوگوں کو سناتا تھا اور اپنی توبہ کا اعلان کرتا تھا۔

(کتاب الروح مطبوعہ دکن صہ ۲۳۲)

ابوبکر و عمر کے دشمن کا چہرہ سیاہ ہو گیا

حضرت امام ابن ابی الدنیا حضرت امام محمد بن علی سے نقل فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم مکہ میں کعبہ شریف کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک شخص ہمارے سامنے آیا اس کا آدھا چہرہ سیاہ تھا اور آدھا سفید کہنے لگا کہ میری شکل دیکھ کر عبرت حاصل کرو میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو گالیاں دیا کرتا تھا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ او اللہ کے دشمن! او فاسق کیا تو ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گالیاں دیا کرتا ہے پس جب میں بیدار ہوا تو میری یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

(کتاب الروح لابن القیم صہ ۲۳۲)

رافضی خنزیر بن گیا

حضرت امام شعرانی اپنی کتاب المنن الکبریٰ میں حضرت علامہ عبدالغفار قوصی سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا اس کی عورت اور اس کا بیٹا اس کو منع کیا کرتا تھا لیکن وہ اپنی اس شرارت سے باز نہ آتا تھا بلکہ انہیں بھی اس پر مجبور کرتا تھا۔ خدا کے غضب سے اس کی صورت خنزیر کی صورت میں بدل گئی اس کے لڑکے نے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اس کو اپنی دکان میں باندھ رکھا تھا وہ خنزیر کی طرح چنگھاڑتا تھا ہمسایہ لوگ اس کی آواز کو سنا کرتے تھے کئی دنوں کے بعد وہ مرگیا اس کے بیٹے نے اس کو ایک گندے گڑھے میں پھینک دیا۔ علامہ شیخ محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے ذکر کیا تو میں اس کے بیٹے سے ملا اس نے اپنے والد کا یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا اس نے کہا کہ میرا والد مجھے بھی اس چیز پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا لیکن میں نے اس کا کہنا نہ مانا۔

(لطائف المنن صفحہ ۸ ج ۲)

ابوبکر و عمر کے دشمن کی سزا

عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ مدائن میں میں ایک شخص کے ہاں گیا جس پر نزع طاری تھی اس کے پیٹ پر ایک اینٹ تھی اس کے پیٹ سے اینٹ گر پڑی جب اس نے پیٹ ہلایا اور وہ واویلا کرنے اور شور مچانے لگا اس کے ساتھی تو اس سے متنفر ہو کر بھاگ گئے میں بیٹھا رہا جب سب چلے گئے میں نے اس سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اس نے کہا کہ میں کوفہ کے مشائخ کی صحبت میں رہتا تھا اور وہ مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا سکھاتے اور سب بکواتے۔ میں نے اسے توبہ کی تلقین کی اس نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ مجھے جہنم دکھائی گئی ہے۔

ولی اللہ کا مارا

ضلع کچہری گوجرانوالہ میں اکثر و بیشتر ایک اللہ لوک سائیں جذب و کیف کی حالت میں دنیا و مافیہا سے بے خبر دکھائی دیتا ہے آج وہ تلا پہلوان کی دکان پر آیا اور اسے بسکٹ کھانے کے لیے دیا جسے تلا پہلوان نے اپنی توہین سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا اور مجذوب کو گالیاں دینی شروع کر دیں جس پر مجذوب نے پیش گوئی کی کہ تیری زندگی صرف دو منٹ کی باقی ہے تو گالیاں کیوں دے رہا ہے یہ کہہ کر ابھی مجذوب چند قدم دور گیا ہوگا کہ تلا پہلوان کی حرکت قلب بند ہوگئی اور اس نے موقع پر دم توڑ دیا۔

(نوائے وقت لاہور ۹ ر اکتوبر ۱۹۸۶ء)

فائدہ

ہم چونکہ نشہ دنیوی میں گرفتار ہیں اس لیے کچھ محسوس نہیں ہوتا اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ پردہ میں رکھتا ہے اس لیے وہ لوگوں سے مخفی رہتے ہیں بالخصوص مجذوب صورت لوگوں کا خیال رکھنا ضروری ہے یہ محبوبان خدا میں سے ایک ایسا واقعہ ہے جو اس دور میں ظاہر ہوا جہاں اللہ والوں کا انکار زوروں پر ہے۔

بے ادب کی نسل منقطع

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شیخ قوام الدین کا بیٹا تھا جسے انہوں نے تیغ نظر اور قہر سے مار ڈالا تھا اس کا قصہ یوں ہے کہ آپ کا وہ بیٹا سرکاری نوکر تھا لیکن قوام الدین کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ فقیر کا بیٹا نوکر شاہی ہو ایک دن وہ گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے جب حضرت شیخ قوام الدین کی جائے رہائش سے ان کا گذر ہوا تو لوگوں نے کہا نیچے اتر جاؤ اور باپ کا ادب کرو لیکن انہوں نے غرور و جوانی میں آکر کچھ نہ سنا جب والد ماجد کے قریب پہنچے تو والد کو سخت غصہ لگا اور فرمایا ابھی تمہاری گردن نہیں ٹوٹی یہ کہتے ہی وہ گھوڑے سے گر گئے اور گردن ٹوٹ گئی اس طرح ان کا سلسلہ نسب منقطع ہوگیا لیکن سلسلہ باقی رہا جو سلسلہ مینائیہ کے نام سے موسوم ہے اور آج تک

جاری ہے۔ (ملفوظات خواجہ غلام فرید)

فوائد: ۱۔ اسلاف کو نوکر شاہی سخت ناپسند تھی۔

۲۔ غرور و تکبر نامراد مرض ہے۔

۳۔ ماں باپ کے بے ادب کا انجام برا ہے۔

۴۔ اگرچہ بے ادب کتنا ہی بلند قدر ہو سزا پاتا ہے۔

۵۔ اللہ والوں کے منہ سے جو بات نکلتی وہ ہو کر رہتی ہے۔

خچر کی نسل منقطع

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ سلگائی گئی تو لکڑیاں اٹھانے میں خچر پیش پیش تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ سزا مقرر فرمائی کہ تا قیامت اس کی نسل ہی منقطع کر دی۔ گویا اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بددعا ہے۔ (روح البیان پ۱۲)

امام اعظم کا حوصلہ

ایک شخص امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا بیشک والد صاحب عرصہ ہوا۔ رحلت فرما گئے ہیں پھر اس شخص نے کہا۔ کیا آپکی والدہ ماجدہ زندہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں زندہ ہیں پھر اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی خوبصورت اور حسینہ ہیں اس لیے میں ان سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں آپ ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے آپ نے یہ اہانت خیز سوال سن کر صبر کیا۔ اور بتقاضائے اخلاق اس کو جواب دیا تو یہ دیا کہ وہ خود عاقلہ بالغہ ہیں انہیں اپنے نکاح کا اختیار ہے میں ان کو مجبور نہیں کر سکتا ہاں البتہ پوچھ سکتا ہوں۔ اس مرد نے کہا۔ بہت اچھا، دریافت کیجئے۔ خدا کی شان آپ پوچھنے جا رہے تھے کہ پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو گستاخ کی گردن دھڑ سے الگ تھی اللہ تعالےٰ کو اپنے محبوب اور برگزیدہ کی عزت کی خاطر غیرت آئی۔ اسی وقت اس بدبخت کا سر تن سے الگ ہو گیا۔

بابزرگان شو بحلم دلیر

سر آفتاب تیغ زن است

ترجمہ: بزرگوں کے حوصلہ سے دلیر نہ ہو اس لیے کہ آفتاب آسمانی تجھے تلوار مار کر تیری گردن اڑا دے گا۔

سری سقطی کو انتباہ

ایک دفعہ سری سقطی رحمۃ اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حضرت آپ نے یہ کیا شور جہاں میں ڈال رکھا ہے اگر اللہ کی محبت آپ کے دل میں ہے تو یوسف علیہ السلام سے اس قدر محبت کیوں ہوئی؟

غیب سے ندا آئی کہ سری سقطی! ذرا دل کو سنبھال لو۔ اس کے ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کا جلوہ دکھایا گیا تو آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور تیرہ دن تک بے ہوش رہے۔ ہوش آنے پر ندا آئی کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو ہماری درگاہ کے عاشقوں پر نکتہ چینی کرتا ہے۔

فائدہ: خود اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی ناگوار بات ناگوار ہے پھر ہم کون لگتے ہیں کہ اللہ والوں کے عیب نکالنے والے اسی لیے انسان کو ہر موڑ پر اللہ والوں کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

مصریوں پر یوسف علیہ السلام کی بے ادبی سے نحوست پڑی

مصریوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غلامی کا دھبہ لگایا اور سمجھا کہ یہ بادشاہ مصر کے غلام ہیں اللہ نے ان ایک ایسی قحط سالی میں مبتلا فرمایا کہ تمام جائداد، جانور اور تمام ساز و سامان بیچنے کے بعد یوسف علیہ السلام کے ہاتھوں بیچ دیا پھر یوسف علیہ السلام نے انہیں آزاد فرما دیا اس کے بعد تمام مصری آپ کے آزاد کردہ غلام بن گئے اور آپ ان کے آقا (روح البیان)

سوڈانی سیاہ کالے بے ادبی کیوجہ سے

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا

قال ان نوحاً اغتسل فرآی ابنہ ینظر الیہ وھو یغتسل فقال انظر الی و انا اغتسل حال اللہ لونک فاسود ابو السودان (رواہ الحاکم)

ترجمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ نوح علیہ السلام غسل فرمارہے تھے آپ کا ایک بیٹا انہیں دیکھتا رہا آپ نے غصہ سے کہا کہ میں نہار رہا ہوں اور تو مجھے دیکھتا ہے اللہ کرے تیرا رنگ بدل جائے اسی وقت اس کا جسم سیاہ ہوگیا اور وہی سوڈانیوں کا مورث اعلیٰ ہے (السنی اعطالبہ صفحہ ٦٧)

بچے پیدا نہ ہوئے

تفسیر معالم التنزیل اور معارج النبوہ میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا نے یہاں تک اثر کیا کہ دعا کو بیس سال گزرے مگر بیس سال سے کسی عورت کے ہاں ایک بچہ تک پیدا نہ ہوا اور نہ آسمان سے مینہ برسا نیز اس اثنا میں حضرت نوح دعوت اسلامی سے خاموش رہے جن کے بدلے قوم نے بھی آپ کو تکلیفیں نہیں پہنچائیں اس کے بعد درختوں کو حکم الہی سے گرایا گیا اور بموجب تعلیم جبرئیل ان درختوں کے تختے بنائے گئے۔

دونوں جہانوں برباد

حضرت امام شعرانی قدس سرہ لطائف المنن میں لکھتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا جو اکثر لوگوں کے ساتھ تمسخر کیا کرتا اور عام طور پر استہزا اس کا پیشہ تھا۔ آخر خداوند تعالےٰ کا غصہ بھڑکا اور وہ ضیق النفس (دمہ) کے عارضہ میں مبتلا ہوا اس قدر شدید مرض اس پر پڑا کہ پہلو زمین سے نہیں لگا سکتا تھا حتیٰ کہ اخیر میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے اس کے اعصاب اور پٹھے بالکل خشک ہو گئے سر گھٹنے سے لگ گیا اسی درد و تکلیف میں آخر اس نے جان دی۔

مرنے کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ کہو! کیا تم اب تک بیمار ہو، اس نے جواب دیا ہاں اور حشر تک اس طرح اٹھایا جاؤں گا پھر بولا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یہ مصیبت مجھے آپ کی وجہ سے اور شیخ شعیب کی وجہ سے ہے شیخ شعیب (رحمہ اللہ) سے میں نے خواب بیان کیا تو فرمایا کہ وہ ٹھیک کہتا ہے اس لیے دنیا میں جب میں اس سے کوئی بات پوچھتا ہوں تو وہ کھانستا کھنکارتا اس سے اس کی مراد میری توہین ہوتی اور ساتھ ہی کبھی میرے منہ پر تھوک دیتا تھا۔ امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس کا تقریباً میرے ساتھ بھی یہی برتاؤ تھا کہ میں نے جب بھی اس کی بات میں کوئی بات کی تو جواب میں ایسے کڑے الفاظ استعمال کرتا جو کسی چڑھے سے بھی نہیں کیئے جاتے۔ (اللہ اس سے درگزر فرما کر اس کی مغفرت فرمائے۔ آمین (لطائف المنن)

درس عبرت

اللہ والوں کی گستاخی اور توہین کی سزا سخت ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ایسے بدبخت کے ساتھ اعلان جنگ فرمایا اور آخرت میں لازماً جیسے مذکورہ بالا حکایت سے معلوم ہوا۔

غوث جیلانی کی گستاخی کی سزا

ایک دفعہ حضور غوث اعظم جیلانی سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے کہ باذن الہی آپ ملکوتی لہجے میں حاضرین سے فرمانے لگے۔

اے روزہ دار عابدو، اے شب بیدارو، اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو، خدا کرے کہ تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اور خانقاہ نشینوں، خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں بحکم خدا کے سامنے آؤ، میرا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اے راہروان منزل اے ابدال، اے اقطاب اے پہلوانو، اے جوانو، آؤ اور دریا بیکراں سے فیض حاصل کرلو عزت پروردگار کی قسم تمام نیک بخت اور بدبخت میرے سامنے پیش کیے گئے میری

میری نظر لوحِ محفوظ پر جمی ہے میں دریائے علمِ الٰہی و مشاہدہ الٰہی کا غوطہ خور ہوں میں تم سب پر اللہ کی حجت، رسول کا نائب اور اس کا دنیا میں وارث ہوں پھر فرمایا انسانوں کے بھی پیر ہیں لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں، میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔

آپ کے مریدوں نے اس کیفیت حال کو ایک دوسرے بزرگ کے سامنے ظاہر کیا، وہ بزرگ نہ جانے کس عالم میں تھے کہ غوث اعظم کے فرمودات کو جھٹلاتے ہوئے کہنے لگے۔

"عبدالقادر جیلانی کا قدم دوسرے ولیوں کی گردن پر ہو گا میری گردن پر ان کا قدم ہرگز نہیں۔

غوث اعظم کے مرید جو ہر وقت جوشِ عقیدت میں ڈوبے رہتے ان بزرگوں کو اس بات کو برداشت نہ کر سکے اور تمام باتیں حضور غوث اعظم کے گوش گزار کر دیں غوث اعظم نے پورا واقعہ سن کر بے اختیار فرمایا۔ اگر اس کی گردن پر عبدالقادر کا قدم نہیں تو کسی سور کا قدم ہو گا۔"

بظاہر بات ختم ہو گئی تھی اور لوگ اس واقعہ کو بھول گئے تھے مگر کچھ دن بعد ایک ایسا عبرتناک واقعہ پیش آیا کہ پچھلے واقعہ کے تمام نقوش ابھر کر سامنے آ گئے تھے وہ بزرگ جنہوں نے غوث اعظم کی بات پر اعتراض کیا تھا ایک دن کسی دیہاتی علاقے سے گزر رہے تھے کہ ایک خوبصورت عیسائی دوشیزہ اپنے سوروں کی چرا رہی تھی پچاس سور تھے جو اِدھر اُدھر گھاس چرتے پھر رہے تھے اچانک بزرگ کی نظر عیسائی دوشیزہ پر پڑی اور ان کے قدم تھم کے ہو کر رہ گئے مریدوں نے کچھ دیر تک آپ کی بدلی ہوئی حالت کو دیکھا اور پھر بڑے ادب سے آگے چلنے کو کہا مگر بزرگ نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی اور بڑے اضطراب کے عالم میں کہا تم لوگ آگے بڑھو یا واپس چلے جاؤ۔ میری منزل آ گئی میں یہی قیام کروں گا یہ کہہ کر بزرگ نے عیسائی دوشیزہ کو کھوئی ہوئی نظروں سے دیکھنا شروع

کیا تمام مُرید حیران تھے کسی میں اپنے ہونٹوں کو حرکت دینے کی جرأت نہ تھی، مجبوراً تمام مرید واپس چلے گئے۔

دوسرے دن مرید جب اپنے پیر و مرشد کی خبر لینے کے لیے گئے کہ بزرگ عیسائی دوشیزہ کے پیچھے پیچھے جنگل میں پھر رہے ہیں ایک مرید جس سے بزرگ بہت پیار کرتے تھے ڈرتے ڈرتے ان کے قریب گیا اور جنگل میں قیام کا سبب پوچھا مرید کے سوال کے جواب میں بزرگ نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ عیسائی دوشیزہ کی محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں اب انہیں اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا مریدوں نے جب یہ خبر سنی تو شدت غم سے ان کے چہرے زرد پڑ گئے مگر کسی میں دم مارنے کی طاقت نہیں تھی۔

وقت گزرتا رہا کچھ دن بعد مریدوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا جنگل میں عیسائی دوشیزہ کا دور دور پتہ نہ تھا اور وہ بزرگ اس لڑکے کے سوروں کی نگرانی کر رہے تھے، مرید دم بخود کھڑے تھے۔ پھر بزرگ آرام کرنے کے لیے درخت کے نیچے زمین پر لیٹ گئے سور کے کچھ بچے اپنے نگران کو لیٹا دیکھ کر قریب آئے اپنے ناپاک منہ سے بزرگ کے پیروں کو چاٹنے لگے اور پھر کھیلتے کھیلتے ان کے سینہ پر چڑھ گئے مرید یہ منظر دیکھ کر لرز گئے اور کانپتے ہوئے بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

"حضرات! ہم اپنے آپ میں گستاخی کی جرأت نہیں کر پاتے مگر پھر بھی غلاموں کی حیثیت سے اتنا ضرور عرض کریں گے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔؟"

"کچھ نہیں یہ دل کا معاملہ ہے میں عیسائی دوشیزہ سے محبت کرتا ہوں اس کا حصول میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے عشق کی کچھ شرائط ہوتی ہیں۔ عیسائی دوشیزہ کے عشق کی پہلی شرط یہ ہے کہ میں اس کے جانوروں سے عشق کروں بہرحال میں اس امتحان سے گزر رہا ہوں اگر کامیاب ہو گیا تو وہ میری شریک حیات بن جائے گی" یہ کہتے کہتے بزرگ کے چہرے پر ناقابل بیان مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور تمام مریدوں کے چہرے

فق ہو گئے بزرگ کا ایک مرید جو سب سے چہیتا تھا آگے بڑھا اور اس نے بڑے کرب کے ساتھ کہا کہ حضرت کیا آپ کو کچھ بھی یاد نہیں کہ آپ کس درجے کے بزرگ ہیں؟" نہیں مجھے یاد نہیں آتا کہ میں کبھی بزرگ بھی رہ چکا ہوں۔ مریدوں کے ذہنوں کو شدید جھٹکا لگا۔ کہ ان کا روحانی پیشوا اپنے ماضی کو بالکل فراموش کر چکا ہے۔

کیا آپ کو قرآن بھی یاد نہیں ہے؟" مرید نے کانپتے ہوئے دوسرا سوال کیا بزرگ کچھ دیر سوچتے رہے جیسے وہ اپنے ذہن پر زور دے کر یاد کرنے کی کوشش کر رہے ہوں آخر کار ان کے بجھے ہوئے چہرے پر کچھ روشنی سی ہوئی اور وہ بڑے عجیب سے لہجے میں بولے۔ ہاں مجھے قرآن کریم کی ایک سورۃ یاد ہے۔ قل ھو اللہ احد (کہ اللہ ایک ہے)

یہ سن کر مریدوں کے چہرے فرطِ غم سے دھواں ہو گئے جو شخص اپنے وقت کا بہترین حافظ قرآن تھا۔ اسے صرف چار آیتیں یاد تھیں۔ حضرت یاد کریں آپ کو پورا قرآن حکیم یاد تھا۔ سارے شہر میں آپ کی قرأت کی دھوم تھی۔" مرید نے شدید جذباتی لہجے میں کہا۔

جاؤ مجھے کچھ یاد نہیں۔ میں بس دوشیزہ مزنگ کا عاشق ہوں میں کسی کو نہیں پہچانتا تم کون ہو؟ میرا پیچھا چھوڑ دو اور مجھے کام کرنے دو۔ بزرگ کا لہجہ ناگواری کی حد تک تلخ ہو گیا تھا۔

مرید سر جھکاتے ہوئے واپس لوٹ آئے اپنے پیر و مرشد کی اس گمراہی پر سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ آخر ایک روز بزرگ کے مریدوں کو وہ واقعہ یاد آ گیا جب انہوں نے فرمایا تھا۔

میری گردن پر پیر عبدالقادر کا قدم نہیں۔
تو پھر کسی سور کا قدم ہو گا۔ یہ غوث اعظم کا جواب تھا۔

اب مریدوں کے ذہن کا غبار صاف ہو چکا تھا۔ دوسرے ہی لمحے ان بزرگ کے تمام مرید غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کر رہے تھے۔ سارا واقعہ سننے کے بعد غوث اعظم نے فرمایا میرے دل میں اس کے لیے کوئی غبار نہیں ہے یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے پھر بھی میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اسے معاف کرے۔ روایت ہے کہ جیسے ہی غوث اعظم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ بزرگ کے دل و دماغ پر پڑا ہوا پردہ ہٹ گیا اور ان کا زنگ آلود قلب پہلے کی طرح منور ہو گیا یہاں تک کہ وہ عشق دوشیزہ فرنگ پر لعنت بھیج کر اپنی منزل کی طرف لوٹ آئے اس واقعے سے ہر دور کے بزرگوں نے عبرت حاصل کی ہے تمام زمانوں کے قطب غوث اعظم کو اولیاء کا سردار مانتے ہیں مگر خود غوث اعظم اس بات سے بے نیاز تھے کہ دنیا انہیں کیا کیا سمجھتی ہے وہ ہمہ وقت اپنے خدا کو راضی کرنے کی فکر میں غرق رہتے تھے یہاں تک کہ پیغام اجل آ پہنچا۔ وصال سے پہلے آپ نے بڑے حیرت انگیز لہجے میں فرمایا۔

میری تکذیب تمہارے لیے زہر قاتل ہے دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے میں تلوار باز اور قاتل ہوں اور اللہ تمہیں ڈراتا ہے اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں شیشی کی طرح ہو۔

حجاج کا انجام برباد

اس نے مکہ کا محاصرہ کیا منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی حرم پاک جہاں خون خرابہ اور قتل و غارت گری کو اللہ کے مقدس رسول نے حرام قرار دیا تھا۔ حجاج بن یوسف کی بدولت تباہ کاری اور غارت گری کا مرکز بن گیا جب محاصرہ تنگ سے تنگ ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر خانہ کعبہ میں پناہ گزیں ہو گئے اور مسلمان فوج نے خدائی قہر و عذاب سے ڈر کر کعبہ پر سنگباری سے ہاتھ کھینچ لیا تو حجاج خود آگے بڑھا اور منجنیقیں چلانے لگا پتھروں

آتش بازی سے خانہ کعبہ کے غلاف جھلس گئے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے جل گئے، سات ماہ سے کچھ زیادہ مدت محاصرہ کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کعبہ کی حرمت کے پیش نظر مقابلے کے لیے باہر نکلے انہوں نے رجزیہ نعرہ بلند کیا۔

اے لوگو! مجھے پہچان لو۔ میں رسول مقبول علیہ السلام کے دست راست حضرت ابوبکر صدیق کا نواسا ان کی مقدس بیوی جناب عائشہ کا بھانجا ہوں۔ مجھے اس بات کا شرف بھی حاصل ہے کہ میں ہجرت کر کے آنے والوں میں پہلا نومولود تھا جو مہاجرین میں پیدا ہوا۔ میری والدہ اسماء نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہ کروں۔ اس کے بعد ابن زبیر نے اتنا سخت حملہ کیا کہ حجاج کی فوج کو دور تک دھکیلتے چلے گئے کہ ناگاہ حجاج کی فوج کے کسی آدمی نے ایک بھاری پتھر ان کے منہ کر کھینچ مارا۔ کنپٹی اور سر سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا حضرت ابن زبیر کی لاش دیکھتے ہی حجاج نے ان کا سر کٹوا کر خلیفہ عبدالملک کو روانہ کر دیا اور صلیب پر چڑھا دیا تین دن گزر چکے۔ حجاج حضرت ابن زبیر کی مصلوب لاش کے پاس کھڑا لطف اندوز ہو رہا تھا کہ تقریباً سو سالہ نابینا عورت ایک بینا عورت کا ہاتھ پکڑ کر وہاں پہنچیں اور ابن زبیر کی لاش پر ہاتھ رکھ کر دیکھا پتہ چلا ان کا جوڑ جوڑ الگ ہے۔ پھر نابینا عورت نے دریافت کیا۔

کیا یہ سوار ابھی تک اپنے گھوڑے سے نہیں اترا اس سے کہو جنگ ختم ہو گئی اب تو نیچے آ جائے۔

حجاج نے اس عجیب و غریب نابینا عورت کے بارے میں سوال کیا؛ یہ کون ہے، بینا عورت نے جواب دیا۔ ابن زبیر کی ماں اسماء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن اور حضرت ابوبکرؓ کی بڑی بیٹی ہیں

حضرت اسماء نے اپنے بیٹے کی لاش کا مطالبہ کیا۔ حجاج نے دینے سے انکار کر دیا حضرت اسماء واپس چلی گئیں اس کے بعد اس نے حضرت اسماء سے کہلوایا اگر خیریت چاہتی ہو چپ چاپ میرے پاس چلی آؤ ورنہ بالوں سے گھسیٹتی لائی جاؤں گی۔

حضرت اسماء نے جواب دیا میں ہرگز نہیں جاؤں گی اس ظالم سے کہو مجھے بالوں سے گھسیٹ کر بلوائے۔

اس پر حجاج حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس خود پہنچا اور کہا او دشمن خدا ابن زبیر کی ماں پتا ہے میں نے دشمن خدا زبیر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

حضرت اسماء کی بے نور آنکھیں آنسو سے لبریز ہو گئیں آپ نے جواب دیا۔

تو نے میرے بیٹے کی دنیا بگاڑی اور میرے بیٹے نے تیری عاقبت خراب کر دی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ بنی ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم پیدا ہوگا۔ جھوٹے مختار بن عبید ثقفی کو تو دیکھ چکی ہوں اور ظالم تو ہے؟؟

حجاج حضرت اسماء کی دلیری پر دم بخود رہ گیا پھر ایک عجیب و غریب خواہش کا اظہار کیا۔ بولا میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے نکاح کر لو۔

حضرت اسماء چراغ پا ہو گئیں فرمایا او ذلیل عاقبت نا اندیش کمینے ظالم ایک سو سالہ نابینا کو تو نکاح کا پیغام دیکر اسے ذلیل کرنے کی فکر میں ہے کیا تو اتنا نہیں جانتا عزت و ذلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تیرے ذلیل کرنے سے میں ذلیل نہیں ہو جاؤں گی۔

حجاج نے خلاف امید نرمی سے جواب دیا۔ انہیں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں البتہ میں رسول اللہ کی ہم زلفی اور ابوبکر صدیق کی دامادی کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا پھر حجاج نے شقاوت سے ہنستے ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کو سولی سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں پھینکوا دی جہاں سے حضرت

اسامہ نے اٹھوائی اور اپنی نگرانی میں غسل دلوا کر تجہیز و تکفین فرمائی۔

حجاج بن یوسف اپنے آباد کردہ شہر واسطہ میں مقیم تھا۔ عراق کی گورنری پر فائز ہوتے اسے بیس سال گزر چکے تھے کہ یکا یک مکافات عمل کی تلوار میان سے باہر ہوئی حجاج کے پیٹ میں کیڑے پڑ گئے جو اسے شب و روز دردناک اذیت سے دوچار کرتے اور حجاج جیسا سنگدل اور غیر معمولی قوت برداشت کا انسان اس تکلیف سے چیختا چلاتا اور رستا تھا بالآخر اس مرض کی اذیت سے دنیا میں کوچ کر گیا۔ جب وہ مرا تو متفق الرائے اعداد و شمار کے مطابق میدان جنگ کے سوا حالت امن میں اور آبادیوں میں ایک لاکھ پچیس ہزار انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا تھا۔ واسطہ کے سیاسی قید خانہ میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں حجاج کے ظلم و بربریت سے سردی گرمی سے غیر محفوظ بدترین غذا اور بدبودار پانی پر سسک سسک کر جی رہے تھے۔

تو اے لوگو! عبرت مظلوم سے نہیں ظالم سے حاصل ہوتی ہے اگر کسی پر ظلم کر کے تم نے اسے مرقع عبرت بنا دیا ہے تو دیکھنے والی آنکھیں مظلوم سے نہیں ظالم سے عبرت پکڑیں گی اور قیامت تک ظالم پر لعن طعن کا سلسلہ جاری رہے گا۔

مفتی محمد حسین نعیمی کی بے ادبی کا واقعہ

مفتی صاحب نے عاطر ہاشمی کو انٹرویو دیتے ہوئے بڑے دکھ بھرے انداز میں اس کا اظہار کیا کہ میں اپنے قرأت کے استاد قاری محمد حسین (جو نابینا تھے) سے قرآت سیکھتا تھا اپنے دوسرے ساتھیوں کے بہکاوے میں آ کر میں نے بھی ڈھیلا اٹھا کر ان کی طرف پھینکا۔ اس وقت حالانکہ میری عمر نو سال کی تھی لیکن میں آج تک اس فن سے محروم ہوں۔ چنانچہ قرآت و تجوید میں کوشش بسیار کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکا ایک عرصہ کے بعد جب مجھے اس کا احساس ہوا تو میں ان سے معافی مانگنے گیا

لیکن وہ وفات پا چکے تھے۔

درس عبرت

مجھے یقین ہے جو شاگرد جس فن کے استاد کی قدر نہیں کرتا وہ کبھی بھی پھولتا پھلتا نہیں۔ اس کی فنی برکتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

تعارف مفتی محمد حسین ملا تفضل حسین صاحب کے گھر ۲۱ مارچ ۱۹۲۳ء کو بمقام سنبھل ضلع مراد آباد پیدا ہوئے یہ گھرانہ دینی تھا لیکن اس خاندان میں تجارت عام تھی یوں کہہ لیجئے کہ اس خاندان کا پیشہ تجارت تھا۔

مفتی محمد حسین کا خاندان حضرت مسعود غازیؒ ترک کے ہمراہ آیا اور پھر توی راج سے جہاد کر کے "سنبھل" میں آباد ہوا۔ اس خاندان کا تعلق ترک قوم سے ہے اور سنبھل ضلع مراد آباد میں اسی قوم کی اکثریت ہے اور یہاں ہر معاملہ میں اس قوم کو فوقیت حاصل ہے۔

مفتی صاحب ۱۹۴۱ء میں لاہور آ گئے یہاں حزب الاحناف اور دار العلوم نعمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور ۱۹۵۳ء میں جامع نعیمیہ کا قیام عمل میں لایا۔ یہاں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مفتی صاحب نے ۱۹۴۸ء میں فاضل فارسی کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا اور ۱۹۴۱ء سے لے کر ۱۹۴۶ء تک تحریک پاکستان کی جدوجہد میں سرگرم عمل رہے۔

تاثر اویسی غفرلہ

مفتی صاحب موصوف فقیر کے معاصر اور علم و عمل اور عمر میں فقیر سے بڑے ہیں فقیر عموماً لاہور حاضر ہو کر نیاز حاصل کرتا ہے موصوف بھی جب بہاول پور میں تشریف لاتے ہیں تو فقیر کو زیارت کا موقع بخشتے ہیں لیکن افسوس علمی اور دینی خدمات میں تفوق کے باوجود مسلک حق اہلسنت میں غیروں سے ملاقات اور دنیوی تعلقات میں بہت زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں کمزوری کی وجہ سے دوسرے اکابر کی طرح انہیں عوام اہلسنت میں بلند مقام نہ مل سکا۔

نبی کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈرو

دوبئی
۸۰-۹-۱۹

جناب قاضی صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ

میں خیریت سے ہوں اور آپکی خیریت نیک چاہتا ہوں۔ صورت احوال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو خط میں نے تازہ حالات اس وقت لکھتے تھے اب سارے یاد نہیں ہیں مگر آپ نے لکھا کہ مجھ سے کسی نے تحقیق کی ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر لکھتا ہوں کہ میں نے خود پہلے انکی تقریر سنی جو انہوں نے یہاں کی تقریباً دو گھنٹے تک آپ تقریر کرتے رہے ہزاروں لوگ تقریر سننے آئے تھے مولانا غلام اللہ خاں نے خوب خوب سرکار کی گستاخی کی میں خود بھی ان کا مداح تھا چونکہ مذہب سے میں لاعلم ہوں آپ بھی مجھ سے اسی بارے میں ناراض رہتے تھے اور کئی بار میں نے آپکو تحفے پیش کئے آپ نے انکار کر دیا کہ میں تجھ جیسے بے ادب سے بات کرنا بھی نہیں چاہتا تحفہ کس طرح قبول کروں آج مجھے یہ باتیں یاد ہیں گاؤں اگر آپ سے معافی مانگوں گا تو تقریر کرتے ہوئے انہیں دل پر درد پڑا اور انہیں ہسپتال لایا گیا وہ پلنگ سے اچھل کر چھت تک جاتے اور پھر زمین پر آپڑتے۔ ڈاکٹر سب کمرہ چھوڑ کر بھاگ گئے میں چھپ کر دیکھتا رہا اور کانپتا رہا اسی کشمکش میں تقریباً ایک گھنٹہ گزرا اور پھر خاموشی ہو گئی کوئی اندر جانے کو تیار نہ تھا میں نے ڈاکٹر کو بلایا جیسے کافی آدمی ہوتے اکٹھے اندر گئے اور دیکھا کہ ان کا رنگ سیاہ پڑ چکا ہے زبان منہ سے باہر نکل کر لٹک رہی تھی اور آنکھیں باہر ابل آئی تھیں انہیں غسل دینے کو کوئی تیار نہ تھا مجبوراً اسی طرح پیٹی پیٹی میں بند کر کے پاکستان بھیج دیا گیا میں تین چار دن بیمار رہا اور اٹھ اٹھ کر بھاگتا تھا پھر توبہ استغفار پڑھی اور کچھ میں ٹھیک ہوا یہ تھی ان کی تقریر اور انجام خدا کی لاٹھی بے آواز تھی کام کر گئی باقی باتیں خود آکر سناؤں گا۔ دسمبر تک آنے کا ارادہ ہے یہ خط قاضی صاحب

کو دے دینا۔ گھر میں سب سے فرداً فرداً اسلام۔

نوٹ: اسے مزید تفصیل و تشریح سے دیکھنا ہے تو فقیر کی کتاب "گستاخوں کا برا انجام"، کا مطالعہ کیجئے۔

حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی دین کے امیر شریعت کو بددعا

مولانا غلام علی (مدظلہ) نے لکھا کہ جناب حافظ محمد عبداللہ صاحب ساکن محلہ قصاباں سیالکوٹ قریب ریلوے اسٹیشن متصل مارکیٹ گوشت نے بندہ سے خود بیان کیا کہ تحریک خلافت کے ایام میں ایک جلسہ بمقام ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات منعقد ہوا میں خود اس میں موجود تھا تو دیوبندی دین کے امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ نے حضرت قبلہ عالم خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت مرشدنا و مولانا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں یہ ناپاک کلمات کہے کہ۔

"میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کا غلام تھا۔ مگر چنانچہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ملے اور تحریک خلافت میں نہ ملنا کفر ہے۔ اس لیے میں نے بیعت توڑ لی ہے۔

چنانچہ حضرت قبلہ عالم کو اس ناپاک جرأت کا علم ہوا تو آپ کو از حد صدمہ و رنج ہوا فرمایا کہ اس کا خاتمہ خراب ہو گا۔ (دیوبندی مذہب)

گھر کی گواہی

عطاء اللہ بخاری کے سوانح نگار مثلاً جانباز مرزا اور شورش کشمیری وغیرہما بخاری کے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے مرید ہونے کے مصدق ہیں اور ساتھ یہ بھی انہیں اقرار ہے کہ بخاری صاحب کے رائپوری عبدالقادر دیوبندی دوسرے پیر و مرشد ہیں یعنی حضور گولڑوی سرکار قدس سرہٗ کی بیعت فسخ کر کے رائپوری کا مرید ہوا ممکن ہے اس دوران اس سے کوئی گستاخی اور بے ادبی ہوئی ہو۔

جس سے حضرت گولڑوی قدس سرہ ناراض ہو کر بد دعا دی ہو جسکا نتیجہ مرنے کے وقت ظاہر ہوا جس کی شہادت جانباز مرزا لکھتا ہے۔

انہوں (ڈاکٹر) نے آکر امیر شریعت کی حالت دیکھی کہ چہرے کی رنگت سیاہ پڑ چکی ہے اور پاؤں پر ورم آگیا ہے۔ (حیات امیر شریعت صـ ۵۲۹)

یاد رہے کہ یہ آخری لمحات کے حالات ہیں جسے بخاری کے اپنے معتقد جانباز مرزا نے لکھے ہیں۔

زبان بند اسی کتاب کے صـ ۴۴۸ میں لکھا کہ ۶ مارچ ۱۹۶۱ء کو فالج کا تیسرا شدید حملہ ہوا جس کا اثر زبان اور گلے پر پڑا۔

اس حملے سے امیر شریعت کی زبان گفتگو سے عاری ہوگئی۔ گلہ بند ہو چکا تھا۔

انتباہ موت کا وقت انجام کا پتہ دیتا ہے اور بخاری کے یہ لمحات کیا بتا رہے ہیں اس پر تبصرہ ہم کریں تو.......

ہاں فقیر اپنے استاد مکرم حضرت علامہ سردار احمد لائلپوری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا نقشہ پیش کرتا ہے جس سے ناظرین کو تبصرہ کرنے میں آسانی ہو۔

محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ آپ نے یکم شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء (جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب) کو کراچی میں وصال پایا۔ جسد مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعے فیصل آباد لایا گیا۔ ریلوے اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک راستے میں ہزارہا افراد نے دیکھا۔ جنازے پر نور کی پھوار پڑ رہی ہے حالانکہ بادل کا کہیں نام ونشان نہ تھا آپ کی نماز جنازہ فیصل آباد کے وسیع و عریض میدان دھوبی گھاٹ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں تین لاکھ افراد نے شرکت کی۔

جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار فیصل آباد، عظیم دینی درسگاہ اور فیصل آباد کی سب سے بڑی مسجد مرکزی سنی رضوی جامع مسجد آپ کی عظمت کی یادگار اور گواہ ہیں

اسی مسجد کے قریب آپکا مزار مرجع خلائق ہے۔

فائدہ:۔ ان دو علماء ہمعصر کی موت سے خود سمجھ لیجئے کہ

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

ابن سقا کا انجام برباد شام کے علماء میں سے ایک عالم جن کا نام عبداللہ تھا بیان کرتے ہیں کہ میں طلب علم میں بغداد گیا اس وقت ابن سقا میرے رفیق تھے مدرسہ نظامیہ بغداد میں ہم عبادت میں مشغول ومصروف رہتے تھے۔ اور بزرگوں کی زیارت کیا کرتے تھے اس وقت بغداد میں ایک بزرگ ہستی موجود تھی لوگ ان کو غوث وقت کہتے تھے ان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں ایک روز میں ابن سقا اور شیخ عبدالقادر (جو اس وقت جواں سال تھے) ان کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے راستہ میں ابن سقا نے کہا کہ میں ان سے ایک مسئلہ دریافت کروں گا دیکھوں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر نے کہا معاذاللہ کہ میں ان سے کچھ پوچھوں میں تو ان کے پاس اس لیے جا رہا ہوں کہ ان کی زیارت کی برکات حاصل کروں الغرض ہم تینوں جب انکے مکان پر پہنچے تو ان کو انکی جگہ پر نہ پایا۔ (جہاں وہ بیٹھتے تھے وہاں موجود نہ تھے) کچھ دیر کے بعد دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر موجود تھے۔ تب انہوں نے ابن سقا کی طرف غضب کی نظروں سے دیکھا اور کہا ابن سقا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو جس کا مجھے جواب نہیں آتا حالانکہ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے کفر کی آگ شعلہ زن ہوگی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عبداللہ مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتے ہو اور جاننا چاہتے کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ یہ ہے اور اسکا جواب یہ ہے۔ تجھ کو بہت جلد

تیرے دونوں کانوں تک لے گی۔ (تو سراپا دنیا میں غرق ہو جائے گا۔) اس کے بعد شیخ عبدالقادر کی طرف دیکھا ان کو اپنے پاس بٹھایا اور بہت توقیر سے پیش آئے اور فرمایا اے عبدالقادر تم نے اپنے ادب سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کیا ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم بغداد میں کہتے ہو قدمی ھذہ الخ

(میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اور تمہارے وقت کے تمام اولیاء کو دیکھتا ہوں کہ سب نے اپنی گردنیں تمہاری بزرگی کی وجہ سے جھکا لی ہیں بس یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ہم نے پھر کبھی ان کو نہیں دیکھا اور جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

ابن سقا کا انجام

ابن سقا نے علم کی تحصیل میں سخت جانفشانی کی اور اپنے معلمین سے سبقت لے گیا خلیفہ وقت نے اس کو ملک روم کی سفارت پر بھیج دیا روم کے بادشاہ نے علماء انصاریٰ کو اس سے مناظرہ کا حکم دیا اس نے سب کو ساقط کر دیا اور سب کو الزام دیا (لاجواب کر دیا) بادشاہ روم کی نظر میں ابن سقا کا بڑا مقام ہو گیا۔ شاہ روم کی ایک حسین وجمیل دختر تھی ابن سقا نے اس کو دیکھا اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ بادشاہ سے اس نے شادی کی درخواست کی اس نے کہا کہ اس شرط پر یہ نسبت منظور ہے کہ تم عیسائی ہو جاؤ۔ ابن سقا نے عیسائی مذہب قبول کر کے اس لڑکی سے شادی کر لی اس وقت ابن سقا کو غوث بغداد کا کہا یاد آیا اور اس نے سمجھ لیا کہ یہ جو کچھ ہوا ان کے سبب سے ہوا (ان کی بددعا کا نتیجہ ہے)

ادھر یہ صورت حال ہوئی کہ فراغت کے بعد جب میں دمشق پہنچا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ کو اوقاف کا متولی (وزیر اوقاف) مقرر ہونے پر مجبور کیا اور میں نے یہ منصب قبول کر لیا۔ پھر تو دنیا نے میری طرف ایسا رخ کیا کہ جو کچھ غوث

نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا۔ تیسری بات یوں پوری ہوئی کہ ایک دن شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز خانقاہ میں وعظ فرما رہے تھے اس وقت تقریباً پچاس مشائخ مجلس میں موجود تھے تقریر کے دوران یکایک شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ قدمی .... الخ نفحات الانس ص ۵۹۷)

اپنے زمانے کی قید ہمیں مضر نہیں اس کی تفصیل آتی ہے۔

۲۔ اولیاء اللہ کا ادب بام عروج تک پہنچاتا ہے۔ ان کی بے ادبی وگستاخی بے ایمان کرتی ہے۔

۳۔ اولیاء اللہ کشف والہام سے آنے والے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔ کبھی ظاہر کرتے ہیں تو کبھی انہیں مخفی رکھتے ہیں۔

ھذا آخرہ

قلم الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہ بہاولپور

لہ نفحات الانس (اردو) ص ۵۹۷ وفتاویٰ حدیثیہ ص ۲۷ مطبوع مصر۔

از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

تبلیغی جماعت کے کارنامے

فیضِ ملت، شیخ القرآن، استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب
مدظلہ العالی

سعادت اہتمام: صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی

قیمت......30 روپے صفحات......48

مکتبہ اویسیہ رضویہ
سیرانی مسجد بہاول پور
0300-6843281-0333-8173630

الحمدللہ والمنۃ کہ رسالہ فیض مقالہ

رفع الالتباس

عن

تقبیل الابہامین باسم خیر الناس صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

از رشحات قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ المفتی الحافظ مولانا

ابوالصالح **محمد فیض احمد** صاحب اویسی

سعادت اہتمام

مولانا محمد شفاعت رسول اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب تصانیف

عمدۃ المفسرین، فیض ملت

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

سعادت اہتمام

صاحبزادہ عطاالرسول اویسی

مکتبہ اویسیہ رضویہ

جامع مسجد سیرانی بہاول پور پنجاب، پاکستان

رابطہ نمبر: 0300-6843281

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان فیض ملت حضرت علامہ الحاج مفتی

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری

سعادت اہتمام

محمد شفاعت رسول اویسی

فریدآباد نزد ریلوے اسٹیشن بہاولپور

اشاعت سوئم: فروری 2009ء	قیمت: 100 روپے

بلی کے خواب میں چھیچھڑے // غم ٹال وظیفے

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان